عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۳ | ۸ تا ۱۵ ار رجب المرجب ۱۴۳۵ھ مطابق ۸ تا ۱۵ ار مئی ۲۰۱۴ء | شمارہ: ۱۸

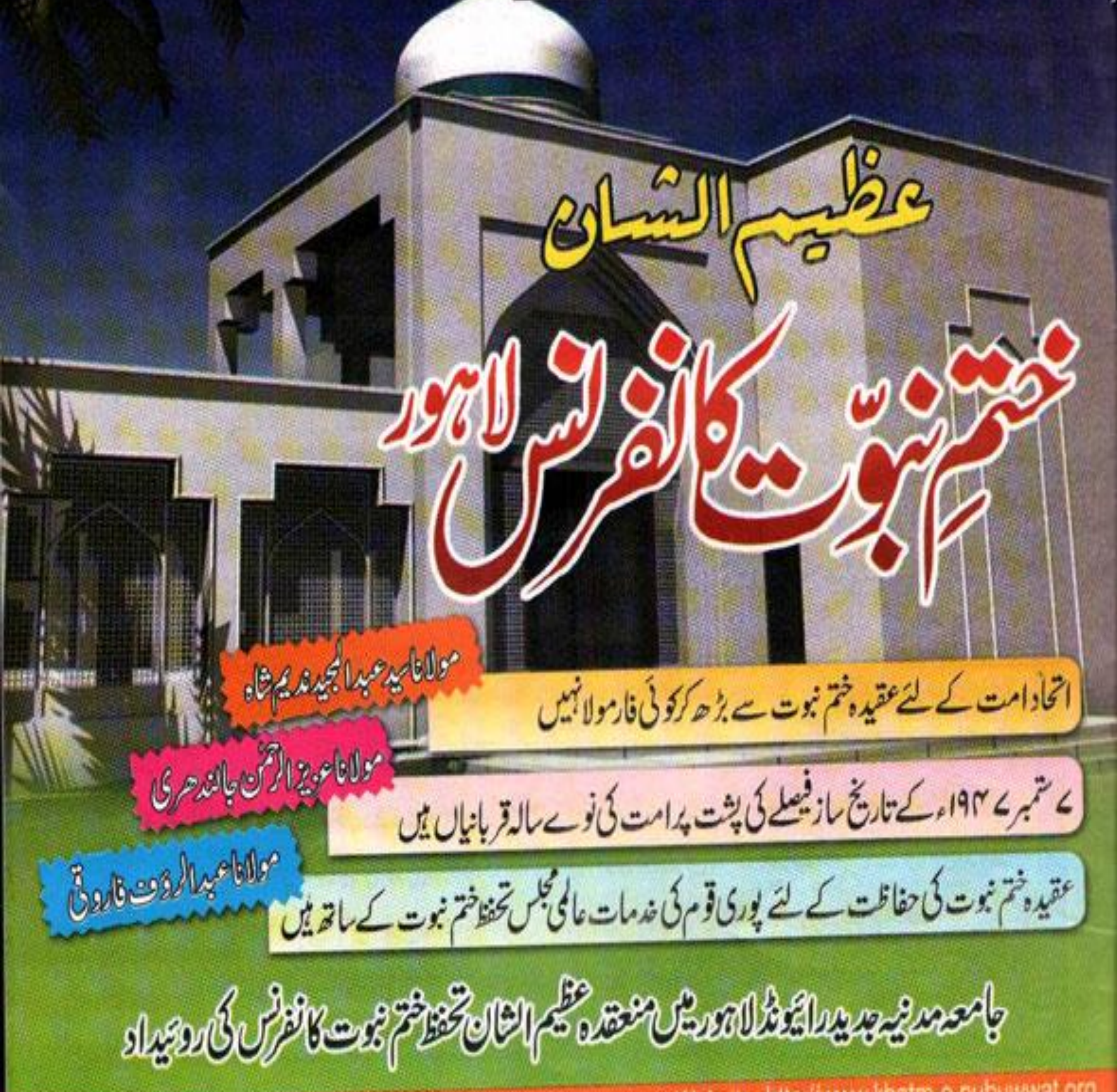

عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس لاہور

مولانا سید عبد المجید ندیم شاہ

اتحاد امت کے لئے عقیدہ ختم نبوت سے بڑھ کر کوئی فارمولا نہیں

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلے کی پشت پر امت کی نوے سالہ قربانیاں ہیں

مولانا عبد الرؤف فاروقی

عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے پوری قوم کی خدمات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ہیں

جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ لاہور میں منعقدہ عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس کی روئیداد

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

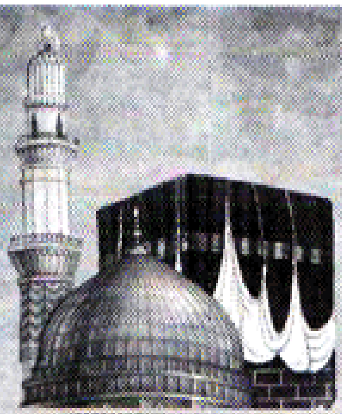

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

قادیانی مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا

س:……ایک شخص قادیانی ہے اور اس کا بیٹا مسلمان ہے۔ اگر اس بیٹے کا انتقال ہو جائے تو کیا اس کا قادیانی باپ وارث ہوگا؟ اور کیا بیٹے کے ترکہ میں سے اسے کچھ حصہ ملے گا، جب کہ وہ ضرورت مند بھی ہو؟

ج:……قادیانی اور مسلمان شرعاً ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے، اگر قادیانی مرتد کی میراث ہو تو ایسی صورت میں اسے بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا، اس کے مسلمان ورثا کو نہیں دیا جائے گا، اسی طرح اگر کسی مسلمان کا انتقال ہوا اور اس کے ورثا میں قادیانی اور مسلمان دونوں ہوں تو صرف مسلمان ورثا کو ترکہ تقسیم کیا جائے گا، قادیانی وارث محروم ہوگا اور اگر کسی مسلمان کے سارے ورثا ہی قادیانی ہوں تو اس کے ترکہ کو بھی بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا۔ قادیانی کو ترکہ میں سے کچھ نہیں ملے گا۔

س:…… اگر کسی مسلمان کی بیوی قادیانی ہو جائے یا کسی مسلمان عورت کا شوہر قادیانی ہو جائے تو کیا یہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے یا نہیں؟

ج:……مسلمان میاں بیوی میں سے اگر خدانخواستہ کوئی ایک قادیانی یا مرتد ہو جائے تو اسی وقت ان دونوں کا نکاح ختم ہو جاتا ہے۔ اس میں طلاق کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ اس لئے جب ان کا رشتہ ہی ختم ہوگیا تو وارث بننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کسی صورت میں بھی وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔

س:……قادیانی مردہ کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

ج:……قادیانی ضروریات دین سے انکار کی بنا پر کافر و مرتد ہیں، ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا کسی صورت جائز نہیں۔ مسلمانوں کے قبرستان صرف مسلمانوں کے لئے ہی مخصوص ہوتے ہیں، ان میں قادیانی مرتد اور غیر مسلموں کو دفن کرنا شرعاً جائز نہیں، اس سے مسلمان میت کو بھی اذیت ہوتی ہے۔

س:…… کیا کسی قادیانی کے مرنے کے بعد اس کے جنازے میں شرکت کرنا اور اس پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر وہ رشتہ دار ہو تو کیا کیا جائے؟

ج:……قادیانی چونکہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں، اس لئے ان میں سے کسی کی بھی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، خواہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، یعنی باپ، بیٹا، بھائی وغیرہ اور نہ ہی قادیانیوں کی کسی خوشی اور غمی کی رسومات میں شامل ہونا جائز ہے۔

س:…… اگر کوئی قادیانی تعمیر مسجد و مدرسہ کے لئے چندہ دے یا دین کے کسی اہم شعبہ میں معاونت کرے تو کیا اس سے چندہ لینا اور معاونت لینا درست ہے؟

ج:……قادیانیوں سے کسی قسم کا چندہ لینا دین کے کسی شعبہ میں معاونت لینا جائز نہیں۔ کیونکہ ان کا اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں اور مرتد و زندیق سے کسی قسم کی معاونت لینا اسلامی غیرت کے بھی خلاف ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختم نبوت
مجلس

مجلسِ ادارت
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۳ ۸تا۱۵ر رجب المرجب۱۴۳۵ھ مطابق ۸تا۱۵ر مئی ۲۰۱۴ء شمارہ:۱۸

اس شمارے میں!

آئی جو خوشبو محبت کی، سرحد پارسے!	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس، لاہور	۷	رپورٹ: مولانا عبدالعظیم
موجودہ سنگین مسائل کا حل.....(۴)	۱۰	مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ
اسلام کے عائلی قوانین.....	۱۳	مولانا سعید خان
محاذ ختم نبوت کے اکابر علمائے کرام.....	۱۶	مولانا محمد علی صدیقی
ایک ہفتہ حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں (۸)	۱۸	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
قومی اسمبلی..... مصدقہ رپورٹ (۲)	۲۱	ڈاکٹر زاہد اشرف
ختم نبوت کا تحفظ	۲۵	مولانا قاضی احسان احمد
اہل قبلہ کون ہیں؟	۲۶	سیف الرحمن سیفی
خبروں پر ایک نظر	۲۷	ادارہ

بنیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی
مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
معاون مدیر
عبداللطیف طاہر
قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ
سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا
ترئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

زرِ تعاون بیرون ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35.Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

صحابہ کرامؓ کے زُہد کا بیان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

مؤمنِ کامل کی شناخت

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں کوئی مؤمن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔"

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۸)

حدیث میں مؤمن سے مراد مؤمنِ کامل ہے، اور مطلب یہ ہے کہ مؤمنِ کامل وہی ہے جو اپنے دُوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے، اور جو چیز اپنے لئے پسند نہ کرتا ہو دُوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرے۔ مثلاً: کوئی شخص یہ نہیں چاہتا کہ دُوسرے لوگ اس کی عزت و حرمت پامال کریں، اس کی غیبت کریں، اس کے خلاف کوئی سازش کریں، اس کی جان ومال اور عزت و آبرو کو کوئی نقصان پہنچائیں، تو جس طرح اپنے حق میں ان چیزوں کو پسند نہیں کرتا، ٹھیک اسی طرح دُوسروں کے حق میں بھی ان چیزوں کو پسند نہ کرے، کسی کی غیبت نہ کرے، کسی کو نقصان نہ پہنچائے، کسی کی عزت وحرمت پامال نہ کرے۔ الغرض! کمالِ ایمان کا معیار یہ ہے کہ آدمی دُوسروں کے لئے بھی وہی بات پسند کرے جو اپنے لئے کرتا ہے۔

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا: اے لڑکے! تو اللہ کے حقوق کی حفاظت کر، اللہ تیری حفاظت کرے گا، تو اللہ کے حقوق کی حفاظت کر، تو اس کو اپنے سامنے پائے گا، اور جب کچھ مانگنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگ، اور جب مدد کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر، اور یقین رکھ کہ ساری جماعت اگر تجھے کوئی نفع پہنچانے پر جمع ہوجائے تو تجھے کوئی نفع نہیں پہنچاسکتی، سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے، اور اگر ساری جماعت تجھے کوئی نقصان پہنچانے پر جمع ہوجائے تو تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتی، سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے، قلم اُٹھالئے گئے اور صحیفے خشک ہوگئے۔"

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۸)

شیخ مُلّا علی القاری رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"اللہ سے مانگ، یعنی صرف اللہ تعالیٰ سے مانگ، اس لئے کہ عطیات کے خزانے اسی کے پاس ہیں، اور عطا و بخشش کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں، ہر نعمت یا قسمت، خواہ دُنیا کی ہو یا آخرت کی، جو بندے کو پہنچتی ہے یا اس سے دفع ہوتی ہے وہ بغیر کسی شائبہ غرض یا ضمیمہ علت کے صرف اسی کی رحمت سے ملتی ہے، کیونکہ وہ جوادِ مطلق ہے، اور وہ ایسا غنی ہے کہ کسی کا محتاج نہیں، اس لئے اُمید صرف اسی کی رحمت سے ہونی چاہئے اور تمام اُمور میں اعتماد اسی کی ذات پر ہونا چاہئے، اس کے سوا کسی سے نہ مانگے، کیونکہ اس کے سوا کوئی دُوسرا نہ دینے پر قادر ہے، نہ روکنے پر، نہ مصیبت ٹالنے پر، نہ نفع پہنچانے پر، کیونکہ اس کے ماسوا خود اپنی ذات کے نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے، نہ وہ موت وحیات اور جی اُٹھنے کی قدرت رکھتے ہیں۔"

اور آگے "ساری جماعت" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بے شک ساری اُمت" یعنی تمام مخلوق، خاص و عام، انبیاء و اولیاء اور ساری اُمت بالفرض اس بات پر متفق ہوجائیں کہ دُنیا یا آخرت کے کسی معاملے پر تجھے کسی چیز کا نفع پہنچائیں تو تجھے نفع پہنچانے پر قادر نہیں۔"

(مرقاۃ المفاتیح، ج:۵، ص:۹۱)

اور حضرت پیرانِ پیر شاہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ "الفتح الربانی" کی مجلس:۶۱ میں فرماتے ہیں:

"إنَّ الْخَلْقَ عَجْزٌ عَدَمٌ، لَا هُلْكَ بِأَيْدِيْهِمْ وَلَا مُلْكَ، لَا غِنًى بِأَيْدِيْهِمْ وَلَا فَقْرَ، وَلَا ضُرَّ بِأَيْدِيْهِمْ وَلَا نَفْعَ، وَلَا مُلْكَ عِنْدَهُمْ إِلَّا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا قَادِرَ غَيْرُهُ، وَلَا مُعْطِيَ وَلَا مَانِعَ، وَلَا ضَارَّ وَلَا نَافِعَ غَيْرُهُ، وَلَا مُحْيِيَ وَلَا مُمِيْتَ غَيْرُهُ."

(الفتح الربانی، مجلس:۶۱)

ترجمہ:... "بے شک مخلوق عاجز اور عدمِ محض ہے، نہ ہلاکت ان کے ہاتھ میں ہے، اور نہ ملک، نہ مال داری ان کے قبضے میں ہے، نہ فقر، نہ نقصان ان کے ہاتھ میں ہے اور نہ نفع، نہ اللہ کے سوا ان کے پاس ملک ہے، اور نہ اس کے سوا کوئی قادر ہے، نہ اس کے سوا کوئی دینے والا ہے نہ روکنے والا، نہ کوئی نقصان پہنچاسکتا ہے، نہ نفع دے سکتا ہے، نہ اس کے سوا کوئی زندگی دینے والا ہے نہ موت۔" ☆☆☆

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

آئی جو خوشبو محبت کی، سرحد پار سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کے صاحبزادہ اور دارالعلوم دیوبند کے عظیم استاذ حضرت مولانا سید ارشد مدنی دامت برکاتہم کی دعوت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی حفظہ اللہ اور نائب امیر مرکزیہ اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دام اللہ فیوضہم کی قیادت میں پاکستان سے ایک نمائندہ وفد دارالعلوم دیوبند تشریف لے گیا تھا، اس کی روئیداد اور آنکھوں دیکھا حال دارالعلوم دیوبند کے استاذ حضرت مفتی اشرف عباس قاسمی صاحب نے عمدہ انداز اور خوبصورت الفاظ میں ہمیں ارسال کیا ہے، افادۂ عام کے لئے ہدیۂ قارئین ہے:

۶/اپریل کی شام جب کہ پورے مغربی یوپی کا انتخابی درجہ حرارت اپنے عروج پر تھا۔ دیوبند اور اس کے اطراف میں سیاسی لیڈران کی اپنے حریف کو پٹخنی دینے اور بازی مارلے جانے کے لئے ہر ممکن حربے استعمال کرتے اور ووٹروں کو لبھاتے نظر آرہے تھے کہ ٹھیک اسی وقت پڑوسی ملک پاکستان سے امن ومحبت کی خوشبو لٹانے، اپنی عظمت و عقیدت کے پھول نچھاور کرنے اور عرصہ دراز سے دلوں میں مچل رہے شوق دید کی تسکین کے لئے ۳۲-اہل علم ودانش کا کارواں، جی ٹی روڈ کی طرف واقع باب الداخلہ سے دارالعلوم دیوبند میں داخل ہو رہا تھا۔ دارالعلوم نے اپنے ان روحانی فرزندوں اور محبت کے سفیروں کے لئے دیدہ ودل فرش راہ کر رکھے تھے۔ اساتذہ وطلبہ سراپا اشتیاق تھے۔ استقبالیہ کلمات اور خیر مقدمی نعروں سے پوری فضا گونج رہی تھی، قافلے پر بھی عجیب کیفیت طاری تھی وہ بار بار جھک جھک کر دارالعلوم کو سلام عقیدت پیش کر رہے تھے۔ ان کی نمناک آنکھیں، وفور جذبات سے گنگ زبانیں عجیب کہانی سنا رہی تھیں۔ ایک ایسی کہانی جو درد وکرب اور خوشی ومسرت کا خوشگوار آمیزہ تھی۔ درد اس بات کا تھا کہ دارالعلوم دیوبند ان کے لئے مرکز عقیدت ہے اور جو صرف ہندوستان کا سرمایہ نہیں بلکہ اسلامیان عالم کا سرمایہ ہے لیکن اپنے دل میں بسنے والے اس ادارے کو چشم ظاہر سے دیکھنے کے لئے کتنے مراحل طے کرنے پڑے۔ تقسیم وطن اور اس کے بعد کے مخصوص سیاسی حالات نے اپنوں کے درمیان کیسی دیوار کھڑی کر دی ہے اور مسرت اس بات کی تھی کہ ہزار صبر آزما مراحل کے بعد ہی، یہاں کی آمد ہمارا مقدر تو بن گئی۔

اس قافلے میں جو پاکستان کے سرکردہ علماء، صلحاء اور مشائخ پر مشتمل تھا جس میں عالم اسلام کی مشہور شخصیت شیخ الحدیث علامہ ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مہتمم جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی بھی تھے اور پاکستان کے سب سے بڑے دینی ادارے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ بھی، ہندوستان کی جنگ آزادی میں نمایاں رول ادا کرنے والے مجاہدین کی اولاد واحفاد بھی تھے، تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی بھی۔ غرضیکہ علم وعمل اور جہد وعزیمت کی ایک پوری کہکشاں تھی جس کی جگمگاہٹ سے افق دیوبند روشن ہو رہا تھا۔ اس سلسلے میں بصیرت نیوز سروس کی خبر جو کہ جناب شاہنواز بدر قاسمی صاحب نے مرتب کی ہے ملاحظہ ہو:

پاکستانی علماء ودانشوران کی آمد پر مسجد رشید دیوبند میں استقبالیہ جلسے کا اہتمام

دیوبند: ۹/اپریل (شاہنواز بدر قاسمی، نیوز ایڈیٹر بصیرت آن لائن) آج یہاں دارالعلوم دیوبند پہنچے پاکستان کے مشہور علماء ودانشوروں پر مشتمل وفد کے اعزاز میں دارالعلوم دیوبند کی جانب سے مسجد رشید میں ایک پروقار استقبالیہ تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں مہمان عظام سمیت اساتذہ وطلبہ کرام نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ تقریب کا آغاز قاری آفتاب عالم امروہوی شیخ القراء دارالعلوم دیوبند کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا جبکہ ہدیہ نعت پاک حافظ ذکوان نے پیش کی۔ اس موقع پر مہمان خصوصی مشہور عالم دین جامعہ فاروقیہ کراچی کے نائب مہتمم واستاذ الحدیث مولانا عبیداللہ خالد نے کہا کہ عالمی دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند کو عالم اسلام کے مسلمانوں کا محور ومرکز قرار دیتے ہوئے واضح طور پر کہا کہ اس الہامی ادارہ سے فیض یافتہ فضلاء آج جہان عالم میں دین کی نشر واشاعت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے طلبہ سے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند، حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی، حضرت علامہ ابراہیم بلیاویؒ اور شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علیؒ سمیت دیگر علماء کی گرانقدر دینی وعلمی خدمات کا بطور خاص ذکر کیا۔ اور طلبہ سے ان سے نصیحت حاصل کرنے کی تلقین کی۔ نامور بزرگ مولانا عبدالحق نافع کاکاخیلؒ کے پوتے مولانا سید عدنان کاکاخیل نے دیوبند دورہ پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ دارالعلوم دیوبند کا روحانی وعلمی ماحول قابل رشک ہے۔ انہوں نے کہا کہ اخلاص وللّٰہیت کے اس تاج محل سے جابجا دیواروں سے اکابر واسلاف کی حسن نیت اور تقویٰ وعظمت کی خوشبو مہک رہی ہے۔ انہوں نے مدارس کی خدمات کو صدیوں پر محیط قرار دیتے ہوئے پاکستان

کے مدارس کی سرکردہ تنظیم وفاق المدارس کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ پاکستان جیسے ملک میں وفاق المدارس کے تحت ۱۸ ہزار دینی مدارس اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مولانا نے حضرت نانوتویؒ، شیخ العرب والعجم سمیت حضرت شیخ الاسلامؒ کے دینی کارناموں پر روشنی ڈالی اور کہا کہ بزرگان دیوبند اخلاص وعمل کے پیکر تھے۔ انہوں نے ادارے کی نسبت کو عظیم تر بتاتے ہوئے طلبہ سے اس بات پر زور دیا کہ اس نسبت کی عظمت کو خوب سمجھ لیں۔ مہمان ذی وقار مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی نے طلبہ کو چند ونصائح سے نوازتے ہوئے کہا کہ اکابر دارالعلوم کا لگایا ہوا پودا ایک تناور درخت کی شکل اختیار کرتا جارہا ہے۔ اور اس علمی چشمہ سے پوری دنیا علمی سیرابی حاصل کررہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں چاہئے کہ ہم اکابرین کے نقش قدم پر عمل کرکے دینی وعلمی خدمات انجام دیں۔ علاوہ ازیں مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ پاکستان، مولانا زبیر احمد صدیقی ناظم وفاق المدارس پاکستان، مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، نائب صدر وفاق المدارس پاکستان، مفتی شیر محمد علوی، مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا عبدالمجید لدھیانوی، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، مفتی مظہر اسعدی، مولانا حسین احمد ناظم جامعہ عثمانیہ پشاور نے بھی خطاب کیا۔ قبل ازاں مولانا سید ارشد مدنی نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا اور کلمات تشکر پیش کئے۔ پروگرام کی صدارت مفتی سعید احمد پالن پوری شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے اور نظامت کے فرائض مفتی عبداللہ معروفی نے انجام دیئے۔ اس موقع پر مولانا شیر جان، مولانا ادریس احمد، مولانا خلیل احمد، مولانا صفی اللہ، مولانا سعید احمد خاں، مولانا حماد احمد، مولانا صاحبزادہ محمد یحییٰ لدھیانوی پاکستان، مفتی نعیم احمد، مفتی خلیل احمد، مولانا اسعد احمد نے مہمانان خصوصی کے طور پر شرکت کی۔ جبکہ مولانا نعمت اللہ اعظمی، مولانا قمر الدین گورکھپوری، مولانا عبدالخالق سنبھلی، مولانا عارف جمیل، مولانا افضل حسین قاسمی، مولانا مصلح الدین قاسمی، مولانا عمران اللہ، مولانا اشرف عباس قاسمی سمیت تمام اساتذہ اور طلبہ مدارس بڑی تعداد میں موجود رہے۔ مفتی سعید احمد پالن پوری کی دعا پر تقریب کا اختتام ہوا۔ (بصیرت نیوز سروس)

اتنی بڑی تعداد میں خالص علمی شخصیات کو ہندوستان کا ویزہ دیا جانا حکومت ہند کا وہ حوصلہ مندانہ اقدام ہے جس سے دونوں ملکوں کے اہل علم ودانش میں بہت مثبت پیغام گیا ہے۔ لیکن یہ سب ممکن ہوسکا ہے۔ جمعیت علماء ہند کے صدر عالی وقار اور کاروان ملت اسلامیہ کے قافلہ سالار حضرت مولانا سید ارشد مدنی صاحب کی جہد مسلسل اور عمل پیہم سے، مولانا کو حکومتی اور عوامی حلقوں میں خاص اعتبار ووقار حاصل ہے۔ اس لئے مولانا کی حیثیت عرفی کا لحاظ کرتے ہوئے حکومت بظاہر ایک انتہائی مشکل کام کے لئے راضی ہوگئی یہی وجہ ہے کہ وفد کا ہر رکن اپنے آپ کو مولانا کا رہین منت محسوس کررہا تھا۔ اس سے پہلے بھی مولانا کی سرگرم کوششوں سے حرم مکی کے امام محترم شیخ عبدالرحمٰن السدیس وشیخ سعود بن ابراہیم الشریم اور مملکت سعودی عرب کے وزیر مذہبی امور شیخ صالح بن عبدالعزیز نے ایک بڑے وفد کے ہمراہ دارالعلوم کا دورہ کیا اور کھلی آنکھوں اس کی خدمات کا مشاہدہ کیا۔

مولانا ارشد مدنی اپنی علمی ورفاہی خدمات، مظلوموں کی اشک شوئی، بے گناہوں کی باعزت رہائی، خانماں بربادلوگوں کی بازآبادکاری اور ملک کے سیکولرازم کو بچانے کے لئے فرقہ پرست طاقتوں کے خلاف منظم لڑائی کے حوالے سے اپنی ایک خاص شناخت رکھتے ہیں لیکن عالمی مسائل سے دلچسپی، رابطہ عالم اسلامی کی رکنیت اور دوسرے ملکوں سے ہندوستان کے علمی وثقافتی تعلقات کے استحکام کے لئے جو وہ مسلسل کوششیں کررہے ہیں، اس نے ان کو زبردست آفاقیت اور عالمی سطح پر محبوبیت عطا کردی ہے۔ جس کا اندازہ استقبالیہ تقریب میں وفد کے اراکین کے تاثرات سے بھی ہورہا تھا۔ اس تقریب میں رسم تشکر کی ادائیگی کے علاوہ گفتگو کا پورا محور محبت اور علم تھا۔ مولانا ارشد مدنی صاحب نے بھی واضح کیا کہ یہ حضرات خالص علمی دینی شخصیات ہیں جو ملک میں اپنا خاص اثر ورسوخ رکھتے اور مسلک حق ومسلک اعتدال کے صحیح ترجمان ہیں، ان حضرات نے اپنی تقریروں میں پورے خطہ برصغیر میں دارالعلوم دیوبند کے زبردست اثرات کا تذکرہ کرتے ہوئے بتلایا کہ پاکستان کے بیس ہزار مدارس جہاں زیر تعلیم طلبہ کی تعداد ۲۲ رلاکھ سے متجاوز ہے جو سرکاری سروے کے مطابق پاکستان کے مجموعی مدارس کا ۸۵ فیصد ہیں یہ سب مدارس وہ ہیں جو دارالعلوم کے خوشہ چیں ہیں اور دارالعلوم کی طرف انتساب کو فخر وسعادت خیال کرتے ہیں۔

دراصل تقسیم ملک سے پہلے موجودہ پاکستان کے طلبہ کی بڑی تعداد دارالعلوم کا رخ کرتی تھی لیکن تقسیم نے ایک ایسی کھائی پیدا کردی ہے جسے پاٹ کر دارالعلوم تک پہنچنا ہزار خواہش کے باوجود اس خطے کے مستفیدین کے لئے ممکن نہیں رہا۔ اس صورت حال کی نزاکت کا خیال کرتے ہوئے پاکستان کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے سیکڑوں فضلاء دارالعلوم نے اپنی دینی ذمہ داری کا خیال رکھا اور مدارس ومکاتب کا جال بچھادیا۔ اس طرح رشد وہدایت کے سوتے جاری ہوئے اور درجنوں دارالعلوم، پاکستان کو اپنی خدمات فراہم کرنے لگے ان سب کے باوجود ہزاروں تشنگان علم کے دلوں میں یہ خواہش انگڑائی لیتی رہتی ہے کہ کاش وہ براہ راست دارالعلوم دیوبند سے استفادہ کرپاتے، لیکن عجیب بات ہے ہمارے ملک میں عصری جامعات کے لئے غیر ملکی طلبہ کو ویزا آسانی سے فراہم ہوجاتا ہے لیکن دینی مدارس کے نام پر طلبہ کو لوہے کے چنے چبانے پڑتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ ہندوستان سے علم حاصل کرکے جائیں تو یقیناً ملک کی نیک نامی میں اضافہ ہوگا۔ اور اس سے بھی زیادہ ضروری ہے کہ سرحد کی وہ دیوار جسے ہم نے اپنی غلط پالیسیوں اور اس سے زیادہ غلط فہمیوں کی وجہ سے بہت زیادہ اونچی کردیا ہے اس کی اونچائی کم کرکے دونوں طرف کے عوام کو یہ کھلا موقع دیا جائے کہ وہ آپس میں زیادہ علم وثقافت کا تبادلہ کرسکیں، ایک دوسرے کے ساتھ کھلے ذہن اور کھلے دل کے ساتھ ملیں اور محبت کی خوشبوئیں لٹاسکیں۔ کم از کم پاکستان کے موجودہ مؤقر وفد کی آمد سے یہ امید بڑھی ہے کہ شاید برف پگھلے گی۔ رکاوٹیں ختم ہوں گی اور نفرت کی دیواریں منہدم ہوکر باہمی اعتماد ومحبت کے نئے تاج محل تعمیر کیے جائیں گے اور حضرت مولانا ارشد مدنی جیسی ذمہ دار شخصیتیں اس حوالے سے اپنا سرگرم رول ادا کرتی رہیں گی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس

جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ، لاہور

رپورٹ: مولانا عبدالنعیم

عقیدہ ختم نبوت پر دین اسلام کی عظیم الشان عمارت استوار ہے۔ اسلام کا قلب وجگر و جان اور مرکز یہی عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ میں معمولی سی لچک یا نرمی انسان کو بلندی سے اٹھا کر کفر کی پستی میں پھینک دیتی ہے۔ چنانچہ انسانوں میں اس کا شعور و پختگی پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی سب سے آخری کتاب قرآن کریم کی بے شمار تصریحات موجود ہیں۔ ہر چند کہ قرآن مقدس کی بے شمار آیات ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں مگر عقیدہ ختم نبوت کا تعلق عشق سے ہے۔ عقیدہ ختم نبوت قرآن مجید کی 100 آیات مبارکہ اور 210 احادیث مبارکہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے صحابہ کرامؓ، مہاجرین و انصار اور تابعین کا ایک عظیم الشان لشکر حضرت خالد بن ولیدؓ کی امارت میں مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے ساتھ جہاد کے لئے یمامہ کی طرف روانہ کیا۔ مسیلمہ کذاب کی جماعت جو اس وقت مسلمانوں کے مقابلے میں نکلی تھی اس کی تعداد چالیس ہزار مسلح جوان تھی جس میں 28 ہزار مارے گئے۔ خود مسیلمہ کذاب بھی اس معرکہ میں جہنم رسید ہوا۔ باقی ماندہ نے ہتھیار ڈال دیئے اور اطاعت قبول کر لی، جنگ یمامہ میں 1200 صحابہ کرامؓ شہید ہو گئے تھے۔ صحابہ کرامؓ کے بعد پوری امت اس بات پر متفق ہے کہ قیامت کی صبح تک کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب و دجال اور مفتری ہوگا۔

امت مسلمہ کا یہ ہمیشہ سے معمول رہا ہے کہ جہاں بھی جب بھی کسی گستاخ نے نبوت پر ڈاکہ ڈالا، پوری امت نے اس کے خلاف متحد ہو کر اس کے مقابلے میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کیا۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریزوں کو مسلمانوں میں جذبہ جہاد ختم کرنے کی ضرورت پیش آئی تو انہوں نے ایک نبی کھڑا کرنے کی منظوری دی اور مرزا قادیانی سے نبوت کا دعویٰ کرایا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کی ایماء پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ مرزا قادیانی نے جیسے ہی نبوت کا دعویٰ کیا تو امت کے ہر طبقہ نے ان کو اسلام اور مسلمانوں سے الگ مانا اور اس فتنہ کے خلاف میدان میں نکلے اور مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا۔ چنانچہ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وافادیت اُجاگر کرنے کے لئے اور امت مسلمہ کی ایمان کی حفاظت کے لئے اکابرین کی جماعت عالمی

> جامعہ مدنیہ جدید کے مہتمم مولانا سیّد محمود میاں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ مجلس نے جامعہ میں کانفرنس منعقد کر کے راؤنڈ روڈ اور اس کے مضافات کے مسلمانوں کو بالخصوص زندہ دلان لاہور کو بھولا ہوا سبق یاد دلا دیا ہے

مجلس تحفظ ختم نبوت پوری دنیا میں مختلف پروگرام منعقد کرتی رہتی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ کی ایک کڑی تاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور ہے۔ اس کانفرنس کی مکمل روئیداد قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور میں ۱۲/اپریل ۲۰۱۴ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی دو نشستیں ہوئیں۔ پہلی نشست کی صدارت لاہور مجلس کے امیر مولانا مفتی محمد حسن نے کی جبکہ مہمان خصوصی امیر مرکزیہ مولانا عبدالمجید لدھیانوی تھے۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عزیز الرحمن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ نے کہا کہ 7 ستمبر 1974ء کے تاریخ ساز فیصلہ کی پشت پر امت کی نوے سالہ قربانیاں ہیں۔ نیز ہزاروں شہداء کا مبارک خون سورج کی طرح چمک رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قومی اسمبلی میں ایک متفقہ آئینی ترمیم کے ذریعہ قادیانیوں اور لاہوری گروپ کے سربراہوں کو سننے کے بعد انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ 7 ستمبر 1974ء کے یادگار اور مبارک فیصلہ کے بعد مجلس نے اپنی سرگرمیاں یورپ، افریقہ اور دوسرے براعظموں تک پھیلا دیں اور اندرون ملک تحریک کو کامیابی ہوئی کہ 26/اپریل 1984ء کو امتناع قادیانیت ایکٹ کی صورت میں اس

وقت کے صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے ایک آرڈیننس کے ذریعہ قادیانیوں کی سرگرمیوں پر قدغن عائد کی۔ قادیانی اس ایکٹ کو ختم کرنے کی سازشوں میں مصروف ہیں مجلس ان کی سازشوں کو کامیاب نہیں ہونے دے گی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ اسلامیان پاکستان، اندرون و بیرون ملک لوئر کورٹ سے سپریم کورٹس تک اپنا کیس جیت چکے ہیں جبکہ قادیانی اپنا کیس ہار چکے ہیں اور اب غیر آئینی طریقہ پر ان قوانین کے خاتمہ کے لئے سرگرم ہیں ان کی ان غیر آئینی سرگرمیوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

جمعیت علماء اسلام (س) کے جنرل سیکرٹری مولانا عبدالرؤف فاروقی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے پوری قوم کی خدمات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ہیں۔

مرزا مسرور احمد ہیڈ آف دی جماعت قادیانی کے رضاعی بھتیجا شمس الدین نو مسلم نے کہا کہ میں نے پینتیس سال قادیانیت کی تبلیغ میں گزارے۔ آئندہ پوری زندگی عقیدہ ختم نبوت کے لئے وقف کر چکا ہوں۔ انہوں نے مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو سراہا۔ کانفرنس کی پہلی نشست میں قاری علیم الدین شاکر، سید ضیاء الحسن شاہ، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا عبدالنعیم، مولانا محمد انس، مولانا محمد خالد عابد اور مولانا ریاض ڈوٹو نے بھی خطاب کیا۔

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کی دوسری نشست عشاء کی نماز کے بعد منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت قائد تحریک ختم نبوت شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی نے کی۔ کانفرنس کی دوسری نشست سے خطاب کرتے ہوئے خطیب العصر مولانا سید عبدالمجید شاہ ندیم نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ امت مسلمہ کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ اتحاد امت کے لیے عقیدہ ختم نبوت سے بڑھ کر کوئی فارمولا نہیں۔

> پاکستان اسلام کے نعرہ مستانہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا۔ لیکن مملکت خداداد میں منکرین ختم نبوت کو جو اہمیت دی گئی وہ ناقابل فہم ہے۔ سقوط ڈھاکہ سے آج کے حالات تک دشمنان اسلام اور منکرین ختم نبوت کی گہری سازشوں کا نتیجہ ہیں۔ ارباب اقتدار کا فرض منصبی ہے کہ اسلامی جمہوریہ کے وجود سے قادیانیت کے کینسر کو ختم کریں: مولانا مفتی کفایت اللہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم امہ کی طرف سے یہ فریضہ انجام دے رہی ہے۔ انہوں نے کہا عقیدہ ختم نبوت ایمان کا اہم ترین جزو ہے اس کے استحکام میں پوری امت کا استحکام ہے۔ انہوں نے کہا کہ خلافت راشدہ کے اولین دور میں تحفظ ختم نبوت کے لئے فرزندان اسلام نے جو تاریخ ساز جدوجہد کی وہ حشر تک معیار حق وصداقت ہے۔ اور ملت اسلامیہ ان اساسی نقوش پر اپنا فرض منصبی ادا کرتی رہے گی۔

جمعیت علماء اسلام خیبر پختونخواہ کے راہنما اور

> میں نے تحفظ ختم نبوت کے لئے آج سے دس سال پہلے مولانا خواجہ خان محمدؒ کندیاں شریف کے ہاتھ بیعت کی تھی، آج پھر قائد تحریک کے ہاتھ پر تجدید بیعت کرتا ہوں، یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان میں بسنے والے دو کروڑ اہلحدیث عقیدہ ختم نبوت کے لئے قائد تحریک ختم نبوت اور ان کے رفقاء کے شانہ بشانہ ہوں گے: مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری

سابق ممبر صوبائی اسمبلی مولانا مفتی کفایت اللہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان اسلام کے نعرہ مستانہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا۔ لیکن مملکت خداداد میں منکرین ختم نبوت کو جو اہمیت دی گئی وہ ناقابل فہم ہے۔ سقوط ڈھاکہ سے آج کے حالات تک دشمنان اسلام اور منکرین ختم نبوت کی گہری سازشوں کا نتیجہ ہیں۔ ارباب اقتدار کا فرض منصبی ہے کہ اسلامی جمہوریہ کے وجود سے قادیانیت کے کینسر کو ختم کریں۔

متحدہ جمعیت اہلحدیث پاکستان کے روح رواں مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری ساہیوال نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں نے تحفظ ختم نبوت کے لئے آج سے دس سال پہلے مولانا خواجہ خان محمدؒ کندیاں شریف کے ہاتھ بیعت کی تھی۔ آج ان کے جانشین شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی کے ہاتھ پر تجدید بیعت کا اعلان کرتا ہوں۔ اور یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان میں بسنے والے دو کروڑ اہلحدیث عقیدہ ختم نبوت کے لئے قائد تحریک ختم نبوت اور ان کے رفقاء کے شانہ بشانہ ہوں گے۔

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ناظم اطلاعات مولانا محمد امجد خان نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہم نے پہلے بھی پارلیمنٹ کے اندر اور باہر جنگ لڑی ہے اور آئندہ بھی قائدین ختم نبوت کے شانہ بشانہ ہونگے۔ اور قادیانیت کے دجل وفریب کو نہیں چلنے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں پر نام نہاد مظالم سے متعلق امریکی کانگریس کی نگران کمیٹی کا قیام اور پاکستان پر دباؤ پاکستان کی خودمختاری اور سا لمیت میں مداخلت ہے جو برداشت نہیں کی جائیگی۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عبدالحق خاں بشیر گجرات نے کہا کہ پوری دنیا میں قادیانیت کو بریک لگ چکی ہے وہ دن دور نہیں کہ روئے زمین پر ایک بھی قادیانی نہیں رہے گا۔ انہوں نے پاکستان شریعت کونسل کی طرف سے تعاون کی

یقین دہانی کرائی ہے۔

مولانا قاری جمیل الرحمٰن نے کہا کہ قادیانیوں سے متعلق امریکی کانگریس کی نگران کمیٹی جو پاکستان سمیت دیگر اسلامی ممالک میں قادیانیوں پر نام نہاد مظالم کو واچ کرے گی پاکستان کے اندرونی دینی معاملات میں مداخلت کے مترادف ہے۔ جسے کسی صورت برداشت نہیں کیا جائے گا۔ مولانا عبدالشکور حقانی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت ہمیں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ ہم اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے ختم نبوت کی حفاظت کریں گے۔ جواں سال مبلغ مولانا رضوان عزیز نے کہا کہ قادیانیوں کے لئے دو ہی راستے ہیں۔ اسلام قبول کرلیں یا پاکستان کے شریف اور وفادار شہری بن کر آئین پاکستان کی مکمل پاسداری کریں۔ بصورت دیگر قوم یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہوگی کہ ارتداد کی شرعی سزا سزائے موت نافذ کی جائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان نے کہا کہ کراچی میں ہونے والی دہشت گردی میں قادیانی عنصر کو فراموش نہ کیا جائے۔ کیونکہ ملک میں افراتفری اور امن وامان کا مسئلہ اکھنڈ بھارت کے عقیدہ کا لازمی جزو ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ ختم نبوت کی حفاظت امت مسلمہ کا فرض منصبی ہے۔ امت کبھی بھی اس فرض منصبی سے غافل نہیں رہی اور آئندہ بھی یہ فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔ جمعیت علماء اسلام (س) کے مرکزی جنرل سیکرٹری مولانا عبدالرؤف فاروقی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قیام پاکستان سے اب تک مسلسل قادیانیت نوازی جاری ہے۔ ایک قادیانی مرتد کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کیا گیا اور اس نے مملکت خداداد کی نمائندگی کرتے ہوئے غسل کعبہ کی تقریبوں میں پاکستان کی نمائندگی کی۔ انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لائق

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہم نے پہلے بھی پارلیمنٹ کے اندر اور باہر جنگ لڑی ہے اور آئندہ بھی قائدین ختم نبوت کے شانہ بشانہ ہوں گے اور قادیانیت کے دجل وفریب کو نہیں چلنے دیں گے: مولانا محمد امجد خان

تبریک ہے کہ حالات خواہ کچھ ہوں اس نے قادیانیت کا تعاقب جاری رکھا۔ جامعہ مدنیہ جدید کے مہتمم مولانا سیّد محمود میاں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ مجلس نے جامعہ میں کانفرنس منعقد کرکے راؤنڈ روڈ اور اس کے مضافات کے مسلمانوں کو بالخصوص زندہ دلان لاہور کو بھولا ہوا سبق یاد دلا دیا ہے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور کے استاذ الحدیث مولانا محمد یوسف خان نے مجلس کو بھرپور تعاون کی یقین دہانی کرائی کہ ہم

قادیانیوں سے متعلق امریکی کانگریس کی نگران کمیٹی جو پاکستان سمیت دیگر اسلامی ممالک میں قادیانیوں پر نام نہاد مظالم کو واچ کرے گی پاکستان کے اندرونی دینی معاملات میں مداخلت کے مترادف ہے۔ جسے کسی صورت برداشت نہیں کیا جائے گا: مولانا قاری جمیل الرحمٰن

ہر وقت عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے تیار ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے شیخوپورہ کے آر۔ پی۔ او ابوبکر خدابخش نتھوکہ کی شیخوپورہ میں قادیانیت نوازی کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا قاری محمد رمضان، قاری محمد ابوبکر اور مولانا ریاض وٹو کے خلاف آئے دن کی انکوائریاں اور ضلعی انتظامیہ کا ان پر دباؤ کے باوجود تحفظ ختم نبوت کی تحریک جاری رہے گی۔ اگر ضلع شیخوپورہ کی انتظامیہ نے ہوش کے ناخن نہ لئے اور صوبائی گورنمنٹ نے متعصب اور جنونی قادیانی آر۔ پی۔ او۔ ابوبکر خدابخش نتھوکہ کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا نوٹس نہ لیا تو عنقریب شیخوپورہ میں انتظامیہ کی قادیانیت نوازی کے خلاف عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد کی جائے گی۔ کانفرنس کے روح رواں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کی مدیر جامعہ مدنیہ نے نعروں کی گونج میں دستار بندی کی۔ نیز جامعہ کے سینکڑوں فضلاء کی مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مولانا مفتی سعید الحسن دہلوی، مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ نے دستار بندی کی۔

کانفرنس تین بجے رات بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔

کانفرنس کی تیاری کے سلسلے میں مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری جمیل الرحمٰن اختر، قاری علیم الدین شاکر، قاری نذیر احمد، مولانا عبدالشکور، مولانا خالد محمود، مولانا یٰسین، مولانا عمر حیات، مولانا سعید وقار اور دیگر علماء کرام نے لاہور و رائیونڈ اور قرب و جوار کے اضلاع کا تفصیلی دورہ کیا اور کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے دن رات محنت کی۔ اللہ تعالیٰ سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور قیامت والے دن آپ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ (آمین)

☆☆..........☆☆

موجودہ سنگین مسائل کا حل صبر اور نماز

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ رئیس جامعہ دارالعلوم کراچی کے (۸ رفروری تا ۲۲ رمارچ ۲۰۱۳ء کے دورانیہ میں) جامع مسجد میں دیئے گئے چھ خطابات جمعہ کو ''ماہنامہ البلاغ'' کراچی نے شائع کیا ہے۔ ان خطبات کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر انہیں ہفت روزہ کے قارئین کے استفادہ کے لئے بھی شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

خطاب: حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ (۴) ضبط وترتیب: محمد رضوان جیلانی

مولانا محمد یوسف صاحبؒ، سابق امیر تبلیغی جماعت فرمایا کرتے تھے کہ جس دن مردوں کی اکثریت مسجدوں میں آنے لگے گی اس دن سے اللہ ربّ العالمین کی خاص خاص نصرتیں نازل ہونے لگیں گی۔

نفس کو قابو میں رکھنے کا صلہ: جنت

اگر اپنے نفس کو قابو میں نہیں رکھیں گے تو اللہ پناہ میں رکھے جہنم ٹھکانہ ہے قابو میں رکھا تو جنت ہے وہ جنت کہ احادیث میں آتا ہے کہ مالاعین رأت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے وہ وہ نعمتیں تیار کررکھی ہیں کہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھی نہیں۔ دنیا میں آپ نے کتنے خوبصورت سے خوبصورت منظر دیکھے ہوں گے، لیکن حدیث میں آتا ہے کہ وہاں کے جو مناظر اللہ رب العلمین نے نیک بندوں کے لئے تیار کررکھے ہیں وہ کسی آنکھ نے دیکھے تک نہیں۔" کسی آنکھ نے نہیں دیکھے" کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ فرشتوں نے بھی نہیں دیکھے، جو فرشتے جنت میں نہیں جائیں گے انہوں نے بھی نہیں دیکھے یہ تو نیک بندوں کو ہی ملیں گے۔

ولااذن سمعت کہ کسی کان نے ایسی نعمتیں سنی نہیں ہوں گی، آپ نے کتنی ہی لذیذ سے لذیذ باتیں سنی ہوں گی، لطیفے بھی سنے ہوں گے اشعار بھی سنے ہوں گے اور خبریں بھی سنی ہوں گی کہ فلاں نے وہ نعمت حاصل کرلی، فلاں نے اتنی راحت حاصل کی تو وہ نعمتیں کسی کان نے سنی نہیں ہوں گی، ایسی ایسی نایاب نعمتیں رب کریم نے نیک بندوں کے لئے تیار کررکھی ہیں۔

ولاخطر علی قلب بشر اور نہ کسی دل پر اس کا خیال گزرا، آپ آنکھیں بند کرکے سوچئے کہ مجھے بنگلہ مل جائے، بیوی بچے مل جائیں، پوتے پوتیاں مل جائیں، مال ودولت کی فراوانی ہوجائے، عہدہ مل جائے، غلام مل جائیں۔ آپ سوچتے جایئے سوچتے جایئے آپ کی سوچ میں بھی وہ نعمتیں نہیں آسکتیں جو آپ کے رب نے آپ کے لئے تیار کر رکھی ہیں۔ جنت کیا چیز ہے اس کا صحیح اندازہ یہاں رہ کر کیا ہی نہیں جاسکتا۔ رب کریم نے وہ نعمتیں کن لوگوں کے لئے تیار کررکھی ہیں؟ اپنے نیک بندوں کے لئے اور نیک بندے کون ہیں جو اپنے نفس کو قابو میں رکھتے ہیں، غم کے موقع پر بھی اپنے آپ کو قابو میں رکھتے ہیں اور فرائض و واجبات کی ادائیگی کا بھی اہتمام کرتے ہیں، گناہ کا تقاضا دل میں پیدا ہو کہ فلاں گناہ کرلو اس کو بھی قابو میں رکھتے ہیں۔

دنیا کی زندگی چند روزہ ہے، پتہ نہیں کب ختم ہوجائے گی بعض اوقات جوانی میں ہی ختم ہوجاتی ہے کچھ کو بڑھاپا مل جاتا ہے زیادہ سے زیادہ اوسط جو اس امت کی عمروں کا ہے وہ ساٹھ اور ستر کے درمیان ہے، کچھ ستر سے آگے نکل جاتے ہیں کچھ لوگ سو تک بھی پہنچ جاتے ہیں مگر اکادکا، چلو زیادہ سے زیادہ اسی سال سمجھ لیتے ہیں، یہاں اسی سال ہیں اور وہاں ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ہے جہاں کبھی موت ہی نہیں آئے گی اور اعلان ہوگا کہ (لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ) (البقرۃ:38) یعنی: اُن کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ کسی غم میں مبتلا ہوں گے۔

ماضی کا کوئی غم نہیں رہے گا مستقبل کا کوئی خطرہ نہیں ہوگا، نہ بیماری کا خطرہ، نہ موت کا خطرہ، عیش ہی عیش اور راحت ہی راحت ہوگی، یہ کس کے واسطے ہے؟ ان کے لئے جو اس نفس کو قابو میں رکھ لیں اور

صبر سے کام لیں کچھ دن کی بات ہے صبر کرلیں۔

اسلام کا بتایا ہوا پرہیز مشکل نہیں ہے

اگر کوئی شخص بیمار ہو جائے اور ہسپتال میں داخل ہو تو کچھ دن اس کو لذیذ چیزیں کھانے پینے سے پرہیز کرنا پڑتا ہے اور وہ پرہیز بعض اوقات بہت مشکل ہوتا ہے، کیونکہ بعض اوقات ڈاکٹر یہ کہہ دیتے ہیں کہ چکنا بھی نہیں کھانا، کھٹا بھی نہیں کھانا، میٹھا بھی نہیں کھانا، گرم بھی نہیں پینا اور ٹھنڈا بھی نہیں پینا۔ پھر وہ کیا کھائے پیئے گا، مگر اللہ تعالیٰ نے جو مسلمانوں کو دنیوی زندگی کا پرہیز بتلایا ہے وہ مشکل نہیں ہے،

اسلام نے مسلمانوں کو ایسا پرہیز نہیں بتلایا جو قابل برداشت نہ ہو، جتنے تقاضے جسم کے اندر پیدا ہوتے ہیں اسلام نے ان سب کا ایک حل دیا ہے، کھانے کو دل چاہتا ہے تو کھاؤ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا، لیکن کچھ چیزیں حرام ہیں ان سے بچو اور وَلَا تُسْرِفُوْا اور اسراف اور فضول خرچی نہ کرو۔ اور زینت اختیار کرو اور اچھے سے اچھے کپڑے پہنو (قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ) (الأعراف: 32) اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ: کہو کہ آخر کون ہے جس نے زینت کے اُس سامان کو حرام قرار دیا ہو جو اللہ نے اپنے بندوں کیلئے پیدا کیا ہے، اور (اسی طرح) پاکیزہ رزق کی چیزوں کو؟

اللہ تعالیٰ نے زیب وزینت سے انسان کو منع نہیں کیا۔ زیبائش اسی کو کہتے ہیں کہ اگر اللہ رب العالمین نے آپ کو اچھا کپڑا دیا ہے تو پہنئے اور شکر ادا کیجئے لیکن نمائش کے لئے نہیں۔ یہاں ہر چیز میں تھوڑی سی پابندی بھی ہے، پیٹ بھر کر کھاؤ، لیکن اتنا زیادہ نہ کھاؤ کہ بیمار پڑ جاؤ یہ بھی شرعاً ناجائز ہے، اگر آپ کو یہ یقین ہے کہ اگر میں مزید ایک لقمہ کھاؤں گا تو مجھے ہیضہ ہو جائے گا، یہ لقمہ کھانا آپ کے لئے جائز نہیں، ڈاکٹر بعد میں منع کرے گا شریعت نے پہلے سے منع کر رکھا ہے، کتنی بہترین چیز اللہ رب العلمین نے دے رکھی ہے، آپ غور کیجئے سب سے اعلیٰ درجے کا مشروب جس سے کبھی دل سیر نہیں ہوتا وہ پانی ہے، اس کے علاوہ آپ کوئی اور مشروب پئیں گے تو دن میں دو، تین مرتبہ پینے کے بعد دیکھنے کو دل نہیں چاہے گا اور پانی سے کبھی دل نہیں بھرتا اس کی ضرورت اور شوق کبھی ختم نہیں ہوتا اور اس کا حصول اتنا آسان ہے کہ غریب سے غریب تر کو مل جاتا ہے، قیمتی سے قیمتی مشروبات کو چھوڑ کر آدمی یہ کہتا ہے کہ میں پانی پیوں گا کیوں؟ اس لئے کہ اس سے بڑھ کر کوئی مشروب اللہ رب العلمین نے پیدا ہی نہیں کیا، لذیذ تر مشروب اللہ رب العلمین نے ہمیں دے رکھا ہے۔ جتنے اجناس، غلے اور گوشت کی اقسام پیدا کی ہیں وہ سب تمہارے لئے حلال ہیں، سمندر کی مچھلیاں، بے شمار پرندے اور چوپائے تمہارے لئے حلال کئے ہیں، ہاں ایک چیز ہے کہ حرام گوشت نہ کھانا۔ پابندی تھوڑی سی اور آزادی بہت زیادہ۔ یہ ہسپتال والا پرہیز نہیں ہے یہ پرہیز بہت آسان ہے کہ حلال چیزیں اتنی زیادہ ہیں کہ حرام اس کے مقابلے میں کم ہیں، چنانچہ جس چیز کے بارے میں شریعت میں ممانعت نہیں آئی وہ حلال ہے، کھانے میں تو اللہ تعالیٰ نے حلال کا دائرہ اتنا وسیع اور کشادہ کر رکھا ہے، اور پینے کا دائرہ بھی بہت وسیع کر رکھا ہے، بس نشے والی چیزیں نہ کھاؤ نہ پیو اس سے پرہیز کرو۔ پرہیز کے ساتھ زندگی گزار دو اور یہ چند روزہ زندگی ہے اور پرہیز بھی آسان ہے مشکل نہیں ہے جتنے جسمانی تقاضے اللہ نے جسم میں رکھے ہیں ان سب کا ایک طریقہ ہے، جنسی تقاضے بھی دل میں پیدا ہوتے ہیں، اس کے لئے راستہ رکھا ہے کہ شرعی قاعدے کے مطابق نکاح کرلو، بیوی کے حقوق ادا کرو اور حدود کی پابندی بھی کرو اس پرہیز کے ساتھ زندگی گزار دو تو وہ جنت ملے گی جہاں کوئی پرہیز نہیں ہوگا، یہاں اگر آدمی جنسی خواہش پورا کرے تو غسل کرنا پڑتا ہے، نمازوں کے لئے وضو کرنا پڑتا ہے، وہاں نہ غسل واجب ہے نہ وضو کا حکم ہے اور نہ نماز کی پابندی ہے۔ رات کو لیٹ رہے ہیں تو ڈر لگا ہوا ہے کہ پتہ نہیں صبح آنکھ کھلے گی یا نہیں کھلے گی اور کام میں لگ رہے ہیں تو ڈر رہے ہیں کہ کہیں نماز قضا نہ ہو جائے، وہاں نماز، روزے اور حج کی پابندی بھی نہیں ہے تبلیغ اور جہاد بھی نہیں ہے، بس ہر وقت ڈھیروں نعمتیں ہی نعمتیں ہیں قرآن کریم میں آیا ہے کہ (وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ) (فصلت: 31) یعنی اس جنت میں ہر وہ چیز تمہارے ہی لئے ہے جس کو تمہارا دل چاہے اور اس میں ہر وہ چیز تمہارے ہی لئے ہے جس کو تم منگوانا چاہو۔

جنت میں جانے والے آخری شخص کا واقعہ:

جب سارے جنتی جنت میں جا چکے ہوں گے

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 32545573

اور جس شخص کو سب سے آخر میں جہنم سے نکالا جائے گا اور سب سے آخر میں جنت میں داخل کیا جائے گا یہ وہ شخص ہوگا جو مؤمن ہوگا لیکن گناہوں کی وجہ سے جہنم میں گیا ہوگا اور جب وہاں سے نکالا جائے گا تو اس کے بڑے دلچسپ واقعات حدیث مبارک میں آئے ہیں کہ کس کس طریقے سے وہ جہنم سے نکل کر جنت تک پہنچے گا اور اس پر کیسے مرحلے آئیں گے، وہ اللہ تعالیٰ سے کہے گا کہ جہنم کی آگ سے میرا چہرہ پھیر دیجئے اللہ تعالیٰ کہیں گے کہ میں ایسا کردوں تو اور کچھ نہیں مانگو گے؟ وہ کہے گا کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ کچھ نہیں مانگوں گا، پھر ایک درخت دیکھے گا تو کہے گا کہ اس درخت تک پہنچا دیجئے میں اور کچھ نہیں مانگوں گا اللہ تعالیٰ کہیں گے کہ میں دیدوں تو اور کچھ نہیں مانگو گے؟ کہے گا کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ کچھ نہیں مانگوں گا، پھر وہاں سے آگے پہنچے گا تو اس سے بھی زیادہ ٹھنڈا اور خوبصورت درخت نظر آئے گا پھر کچھ دیر پڑا رہے گا پھر کہے گا کہ ای رب! اے پروردگار اس درخت تک پہنچا دیجئے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے اتنے وعدے مجھ سے کئے تھے کہ اور کچھ نہیں مانگے گا لیکن وعدہ خلافی کرتا ہے، کہے گا کہ اس درخت تک پہنچا دیجئے پھر اور کچھ نہیں مانگوں گا اسی طریقے سے وعدہ خلافیاں کرتے کرتے کئی درختوں تک پہنچے گا، وہاں کی وعدہ خلافی معاف ہوگی، کیونکہ اللہ میاں کے سامنے ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہوں گے، پھر کہے گا کہ یا اللہ جو آخری درخت ہے وہاں پانی کی نہر بھی ہے وہاں تک پہنچا دیجئے، پھر اللہ تعالیٰ وعدے لے گا وہ وعدہ کرے گا اور قسمیں کھائے گا پھر وہاں پہنچے گا تو جنت اور اہل جنت اور اہل جنت مزے کرتے نظر آئیں گے، اب یہ پچھتائے گا کہ اتنے وعدے کئے ہوئے ہیں، پھر کچھ دیر وہیں پڑا رہے گا، پھر کہے گا ای رب! میرے رب ارشاد ہوگا کہ کیا ہے؟ کہے گا کہ قدمنی الی باب الجنة جنت کے دروازے تک پہنچا دیجئے۔ غرض اس طریقے سے جنت میں داخل ہو جائے گا اب اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ کیا مانگتا ہے، حدیث میں آتا ہے کہ اس کو دنیا کی جتنی نعمتیں یاد آئیں گی کئی دن تک ان کو مانگتا رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے سامنے کرتے رہیں گے کہ یہ سب تیرے لئے ہے، پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اور کچھ چاہئے؟ وہ کہے گا کہ مجھے یاد نہیں آرہا، اللہ تعالیٰ اس کو یاد دلائیں گے کہ فلاں چیز بھی مانگ لے فلاں چیز بھی مانگ لے، پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جا تجھے اتنا دیا اس سے دس گنا اور بھی دیتا ہوں یعنی پوری دنیا کی حکومت سے دس گنا تجھے دیتا ہوں وہ وہاں کا بادشاہ ہوگا، حدیث میں آتا ہے کہ ایک ہی کھوکھلا موتی ہوگا اور اس سے اتنا بڑا ہال بنایا گیا ہوگا کہ ایک کنارے سے دوسرا کنارا نظر نہیں آئے گا یہ سب سے آخری کم درجے کے جنتی کی حالت ہے۔

اس لئے اس کی تیاری کریں اللہ کے فضل و کرم سے یہ کام کرلیا جائے تو ان شاء اللہ مصیبتیں ٹل جائیں گی، ہمارا پاکستان لا الہ الا اللہ کی بنیاد پر بنا ہے اور ان شاء اللہ زندہ رہنے کے لئے بنا ہے، ہمارے بزرگوں نے اس کو بنوایا ہے ان شاء اللہ یہ فنا ہونے والا ملک نہیں ہے، لیکن ہمیں ہمارے گناہوں کی سزائیں دی جارہی ہیں اپنے گناہوں سے توبہ کرلیں تو ان شاء اللہ حالات بدل جائیں گے اور خدا نے چاہا تو یہ پاکستان ان شاء اللہ پھر سے امن وامان کا گہوارا بنے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو صحیح معنی میں اسلامی فلاحی ریاست بنادیں اور ہمارے اعمال کی اصلاح کرکے ہمیں صحیح معنی میں سچا اور پکا مسلمان بنادے اسی کی کوشش بھی کرنی چاہئے اسی کی دعا بھی کرنی چاہئے۔

لوگوں کو اپنی غلطی کا احساس ہونے لگا ہے:

خوشی کی بات یہ ہے کہ لوگوں کو کچھ کچھ اپنی غلطیوں کا احساس ہونے لگا ہے، جب شمالی علاقوں میں زلزلہ آیا تھا تو بالکل ابتدائی دور میں ہم نے کچھ لوگ بھیجے تھے، پھر کچھ عرصے کے بعد ہم خود وہاں علماء کے ایک وفد کی صورت میں صورتحال کا جائزہ لینے گئے تھے، وہاں فوج کے ایک جنرل نے مانسہرہ کے باہر زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے اپنا فوجی کیمپ لگایا ہوا تھا، ان کو جب اطلاع ہوئی کہ ہم آرہے ہیں تو انہوں نے ہمارے پاس پیغام بھیجا کہ آگے جانے سے پہلے آپ ہمارے کیمپ میں بھی آجائیں تاکہ ہم سے ملاقات ہوجائے، ہم نے وعدہ کرلیا اور پہنچ گئے، انہوں نے وہاں خیموں میں بیٹھنے کا انتظام کررکھا تھا، وہاں کے فوجی جنرل نے حالات بتائے کہ زلزلہ کے بعد کس طرح لوگوں پر تباہی آئی ہے اور اس کے کتنے عرصے کے بعد ہم یہاں پہنچ گئے تھے اور لوگوں کا کیا حال تھا اور یہ کہہ کر اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہے۔

الحمدللہ! یہ احساس ہمارے دلوں میں پیدا ہوگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہیں جب یہ احساس پیدا ہوجائے گا تو ان شاء اللہ اس کے علاج کی بھی فکر ہوگی، ہمارے جو گناہ ہیں ان سے توبہ کریں گے، ہمارے جو فرائض وواجبات ہیں ان کو ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اگر ہم نے ایک سچے پکے مسلمان کی جو ذمہ داریاں ادا کرنے کی فکر کرلی تو ان شاء اللہ مصائب چھٹتے چلے جائیں گے اور دشمنان اسلام کی جو سازشیں اسلام، مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف ہورہی ہیں ان شاء اللہ سب کافور ہوجائیں گی۔ بنیادی بات وہی ہے کہ اپنے آپ کو ٹھیک کرلیں اور صبر اور نماز کو اپنی جائے پناہ بنائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ادائے حقوق کی بھی توفیق عطا فرمائے اور حفظ حدود کی بھی توفیق عطا فرمائے جس کا حاصل یہ ہے کہ صبر کی توفیق عطا فرمائے۔☆☆☆

اسلام کے عائلی قوانین

تحقیق کے اصول وضوابط

مولانا سعید خان

اسلام میں عبادات کے بعد سب سے اہم شعبہ عائلی قوانین کا ہے۔ عائلہ عربی زبان میں ''خاندان'' کے معنی میں ہے۔ خاندان کیسے وجود میں آئے؟ اور جب وجود میں آجائے تو اس کے میل جول، رہن سہن، تعلقات ومعاملات کے احکام وقواعد کیا ہوں گے؟ یعنی خاندان کے افراد کے آپس کے تعلقات اور معاملات کی نوعیت کیا ہوگی؟ پھر اگر کسی وجہ سے یہ خاندان کامیاب نہ ہوسکے تو اس کے ختم کرنے کے آداب اور اخلاق کیا ہیں؟ خاندان کے کسی فرد کے انتقال کی صورت میں اس کی جائیداد کی تقسیم کا طریقہ کار کیا ہوگا؟ وصیت کے ضوابط کیا ہیں؟ وغیرہ، وغیرہ، یہ وہ چیزیں ہیں جو احوال شخصیہ یا عائلی قوانین میں زیر بحث آتے ہیں۔

بعض فقہا نے اس کے لیے ''مناکحات'' کی اصطلاح بھی استعمال کی ہے، یعنی نکاح اور اس کے متعلق آداب اور احکام۔

عام طور پر اہل علم نکاح اور اس کے متعلقات، نفقہ، حضانت، ولایت، طلاق، وراثت اور وصیت وغیرہ کے احکام وقواعد کو ''عائلی قوانین''، ''مناکحات'' یا ''احوال شخصیہ'' سے تعبیر کرتے ہیں۔

جدیدیت سے متاثر اور اس کے پیروکاروں نے اسلام کے دیگر احکام کی طرح عائلی مسائل میں بھی تبدیلیاں لانے کی کوششیں کی ہیں اور ساٹھ کی دہائی میں اس موضوع پر کافی علمی بحثیں ہوئی تھیں، اور اس موضوع پر کئی مفید تحقیقی کتب چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں۔

آج کل اس سلسلے کے بعض مسائل مختلف حلقوں میں زیر بحث ہیں، افسوس کہ ایسے اہم اسلامی احکام عوام الناس کی مجلسی گفتگو کا موضوع بنتے جارہے ہیں، جن پر ماہر اہل علم ہی اپنے مطالعے کی روشنی میں اظہار کا حق رکھتے ہیں۔ ہمارے پیش نظر ان مسائل کی اصولی نوعیت ہے، جن کی روشنی میں نہ صرف عائلی مسائل، بلکہ تمام جدید مسائل کے متعلق اسلام کا نقطۂ نظر واضح ہوجاتا ہے۔

جدید فقہی مسائل چاہے عائلی قوانین سے متعلق ہوں یا ان کے علاوہ دیگر مسائل سے متعلق سب کے اصول وضوابط میں قدر مشترک تین باتیں قابل غور ہیں:

۱- وہ کونسے مسائل ہیں جن میں اجتہاد کی گنجائش ہے؟

۲- ان مسائل کو حل کرنے والے علما کن اوصاف کے حامل ہونے چاہئیں۔

۳- ان مسائل کو حل کرنے میں کن اصولوں کو مدنظر رکھنا ہوگا؟

۱:........ پہلی بات یہ ہے کہ ایسے کونسے مسائل ہیں، جن میں اجتہاد کی گنجائش ہے؟ تو اس کے بارے میں محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''دین کے احکام تین قسم کے ہیں:

۱:......احکام منصوصہ اتفاقیہ، ۲:......احکام اجتہادیہ اتفاقیہ، ۳:......احکام اجتہادیہ خلافیہ۔

پہلی دو قسموں میں جدید اجتہاد کی قطعاً گنجائش نہیں۔ تیسری قسم میں بھی اجتہاد کی ضرورت نہیں سمجھتا، البتہ اتنی گنجائش ہے کہ اگر مذہب فقہ حنفی میں واقعی دشواری ہے اور امت محمدیہ واقعی تیسیر وتسہیل کی محتاج ہے اور اعذار بھی صحیح اور واقعی ہیں، محض وہمی وخیالی نہیں ہیں تو دوسرے مذاہب پر عمل کرنے اور فتویٰ دینے کی گنجائش ہوگی، اور ضرورت کس درجہ میں ہے؟ یا ہے بھی کہ نہیں؟ یہ صرف علما وفقہا کی جماعت طے کرے گی۔

چوتھی قسم مسائل کی وہ ہے جو جدید تمدن نے پیدا کیے ہیں اور سابقہ فقہ اسلامی کے ذخیرہ میں ان کا ذکر نہیں ہے، نہ نفیاً اور نہ اثباتاً، ان مسائل میں ان جدید تقاضوں کو پورا کرنا اور ان مشکلات کو حل کرنا دور حاضر کے علما کا فریضہ ہے، یعنی یہ کہ وہ ان مسائل کا قیاس واجتہاد سے قدیم ذخیرہ کی روشنی میں فیصلہ کریں۔''

(محمد یوسف بنوری، ماہنامہ بینات، صفر ۱۳۸۴ھ)

۲:........ دوسری بات یہ کہ ان مسائل کو حل کرنے والے علما کن اوصاف کے حامل ہونے چاہئیں؟ اس کے متعلق علامہ بنوری رحمہ اللہ یوں رقم طراز ہیں:

''ان علما میں حسب ذیل شرائط ہوں:

۱:-اخلاص،۲:-تقویٰ،۳:-قرآن وحدیث وفقہ اسلامی میں مہارت و وسعت، ۴:-دقتِ نظر و ذکاوت،۵:-جدید مشکلات کے سمجھنے کی اہلیت۔

ان صفات کے ساتھ شخصی فیصلہ نہ کیا جائے، بلکہ ان صفات پر متصف جماعت ہو اور ان کے فیصلہ سے مسائل حاضرہ حل کیے جائیں۔'' (محمد یوسف بنوری، ماہنامہ بینات، صفر ۱۳۸۶ھ)

۳:..... تیسری بات یہ کہ ان مسائل کو حل کرنے میں کن اصول وقواعد کو پیش نظر رکھنا ہوگا؟ عائلی زندگی کے نو پیش آمدہ مسائل کے احکام کی تلاش اور اظہار و بیان میں جن امور و اصول کو ملحوظ ہونا چاہیے، حضرت بنوری ؒ کے ایک بین الاقوامی کانفرنس کے محاضرہ میں یوں مذکور ہیں:

''امر اول: یہ کہ تمام تر اجتہاد اور فقہی قانون سازی کے اساسی منبع و مأخذ صرف دو ہیں: ایک قرآن محکم اور دوسرے سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم۔

امر دوم: یہ کہ خلفاء راشدین: ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کی سنت اور ان کے بعد فقہاء صحابہ مثلاً: ابن مسعود، معاذ بن جبل، ابو الدرداء، زید بن ثابت، ابی بن کعب، ابو موسیٰ اشعری، حذیفہ، عمار، عبد الرحمٰن بن عوف، ان کے بعد ابن عمر، ابن عباس، ابن عمرو وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال و آثار بھی استدلال اور حجیت میں لائق اتباع اور علوم نبوت کے انوار حاصل کرنے کے لیے مینارہ ہائے نور ہیں۔

امر سوم: یہ کہ امت محمدیہ کے اجماع، خصوصاً اہل حرمین شریفین کے اجماع (متوارث عمل)، فقہاء و علماء امت کے اجماع کو بھی اصول دین کے اندر ایک ایسا محکم اور پائیدار مقام حاصل ہے کہ اس کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

امر چہارم: یہ کہ امت محمدیہ کا علمی اور عملی متوارث و متواتر ''تعامل'' جو قرنہا قرن سے چلا آرہا ہے، اس کا مرتبہ بھی اجماع صریح سے کم نہیں ہے۔

امر پنجم: یہ کہ وہ تمام ائمہ مجتہدین جن کے مذاہب مشرق و مغرب میں پھیلے ہوئے ہیں اور روئے زمین کے تمام متنفس مسلمان بلا استثناء انہیں کے مقرر کردہ اصول و فروع پر اللہ تعالیٰ کی عبادت وطاعت کررہے ہیں اور انہیں میں سے کسی ایک کے مسلک کی پیروی اور ان کے نقش قدم پر چلنے میں اپنی نجات کے معتقد ہیں۔ لہٰذا ائمہ مجتہدین اور ان کے مذاہب کی عظمت کا اعتراف دل کی گہرائیوں میں راسخ ہونا از بس ضروری ہے، ان سے باہر نکلنے کا تصور بھی پاس نہ آنا چاہیے۔

امر ششم: یہ ہے کہ لائق فخر میراث (فقہ مذاہب اربعہ) جس کا امت محمدیہ کے ایسے ایسے مجتہدین نے امت کو وارث بنایا ہے، یہی وہ سب سے بڑی دولت وثروت ہے جس سے امت ابد الآباد تک مستغنی اور بے نیاز نہیں ہوسکتی، ایسی صورت میں ''مسائل حاضرہ'' کے حل کرنے میں ان مذاہب کے مجتہدین سے بحث واستفادہ از بس ضروری ہے۔

امر ہفتم: یہ کہ یہی قرآن حکیم، احادیث نبویہ، مسائل اجماع، مدون فقہ کے مسائل اور ائمہ مجتہدین کا تعامل اور طریقہ کار ان نو بنو مسائل وحوادث کے حل کرنے میں ہماری موثق رہنمائی کریں گے جو سلف کے زمانے میں نہ تھے، اس لیے کہ کتب فتاویٰ، کتب نوازل، اور ہر عہد میں کتب تجنیس و مزید اس امر کی روشن دلیل ہیں کہ ہر زمانہ میں جو بھی نیا واقعہ یا حادثہ یا مسئلہ پیش آیا ہے، ہمارے فقہاء نے اس کے حل کرنے میں مطلق کوتاہی نہیں کی ہے۔

امر ہشتم: یہ ہے کہ دنیا کی تاریخ اور اس کے واقعات وحوادث قانون قدرت کے تحت برابر بڑھتے چلے جارہے ہیں اور بڑھتے چلے جائیں گے۔ ان میں وقوف اور ٹھہراؤ نام کو نہیں، اور جتنی کتابیں اب تک تصنیف کی گئی ہیں اور فتاویٰ دیے گئے ہیں اور فقہاء کے مسائل ہم تک پہنچے ہیں، وہ اس جدید زمانے کے لیے یقیناً کافی نہیں ہیں۔ اس لیے ہم مجبور یا مامور ہیں کہ ان جدید مسائل کو اسی ذخیرہ علم وہدایت کی روشنی میں حل کریں، جو ہم تک پہنچا ہے......الخ۔

امر نہم: یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے اور جس طرح بھی ہوسکے ہم ائمہ مجتہدین کے اقوال ہی سے استدلال کریں، اور فقہ مذاہب اربعہ سے باہر نہ جائیں، اگرچہ کسی خاص مسئلہ میں ان میں سے کسی ایک کا مسلک چھوڑ کر دوسرے کا مسلک اختیار کرنا پڑے، غرض ان مذاہب متبوعہ میں سے جس مذہب میں بھی عہد حاضر کی کسی پیچیدگی اور دشواری کا حل مل جائے اور اس سے وہ عقدہ لاینحل کھل جائے، اسی سے استدلال کریں اور اس کو دانتوں (مضبوطی) سے پکڑ لیں۔ تاکہ ہر نئے مسئلہ میں جدید اجتہاد ہمارا مبلغ سعی نہ بن جائے اور ہمیں اجتہاد کا دروازہ ہر کس و ناکس کے لیے چوپٹ کھولنا نہ پڑے، اس لیے کہ فریضۂ وقت اور تقاضائے ضرورت نہ اجتہاد کے دروازہ کو بالکل کھول دینا ہے اور نہ بالکلیہ بند کردینا اور اس پر سیل لگا دینا، بلکہ اس افراط و تفریط کے درمیان اعتدال کی راہ مستقیم ہے کہ ناگزیر ضرورت کے وقت اجتہاد کیا جائے اور وہ اجتہاد فقہ مذاہب اربعہ کے اصول اور طریقہ کار سے باہر اور آزاد نہ ہو۔''

اس پہلو سے درج ذیل اصول بھی راہنما ہیں، جو جسٹس ریٹائرڈ ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن صاحب نے حضرت بنوری ؒ اور مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن ٹونکی ؒ کی تصویب کے بعد مرتب کیے تھے:

۱-''ہر مسئلہ کے اثبات کے لیے قرآن پاک کی کسی آیت کی تلاش اور اس کا حوالہ۔

۲-اگر مسئلہ سے متعلق قرآن پاک میں

صریح حکم بلا اختلاف دلیل موجود ہو تو اُسے بلا چوں وچرا قبول کرنا۔

۳-اگر حکم قرآنی صریح و بلا اختلاف موجود نہ ہو، بلکہ دلائل میں اختلاف ہو یا حکم معنوی ہو اور اس کی تعبیر میں مفسرین، محدثین، مجتہدین یا فقہاء کرام کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہو تو اس کے معنی ومطلب کو متعین کرنے کی غرض سے مستند اور صحیح حدیث کی تلاش کرنا اور اس سے استدلال کرنا۔

۴-اگر کسی مسئلہ میں حکم قرآنی صریحاً یا معناً موجود نہ ہو تو احادیث نبویہ کی تلاش وحوالہ۔

۵-اگر حدیثیں آپس میں متعارض ہوں تو ان کا تاریخی جائزہ لینا اور اصولِ درایت کے تحت ان کی تخریج کرنا اور صحیح تر حدیث معلوم کرکے اس پر مسئلہ کی بنیاد رکھنا۔

۶-اگر کوئی مسئلہ حکم قرآنی یا حدیث صحیح سے ثابت نہ ہو، مگر اس مسئلہ کے بارے میں صحابہ کرام ؓ خصوصاً خلفائے راشدینؓ یا ائمہ میں اتفاق پایا جاتا ہو تو اس کو اختیار کرنا۔

۷-اختلاف ائمہ کی صورت میں فقہی قواعد واصول فقہ کی روشنی میں ائمہ کے دلائل کا جائزہ لینا اور یہ دیکھنا کہ زمانہ سابق میں اس مسئلہ میں خلافیات میں کس کو ترجیح دی گئی ہے اور کس پر عمل رہا ہے؟ اگر وہ طریقہ زمانہ حال کے تقاضوں کے مطابق ہو تو اس کو اختیار کرنا۔

۸- اگر زمانہ سابق کا تعامل (Practice) زمانہ حال کے تقاضوں کے مطابق نہ ہو تو مصلحت عامہ (جو قرآن وسنت کے احکام کے مغائر نہ ہو) کے اصول پر عمل پیرا ہو کر مختلف مکاتب فکر میں سے جس کے ساتھ حق نظر آئے، اس کی رائے کو ترجیح دینا اور اُسے اختیار کرنا۔

۹-اگر کسی مسئلہ میں نص موجود نہ ہو اور کسی بھی مکتب فکر کی رائے کا اتباع بوجوہ معقول بالخصوص مصلحت عامہ کے نقطہ نظر سے (جو قرآن وسنت کے احکام کے مطابق ہو) قابل قبول نہ ہو تو ضروری اجتہاد سے کام لینا۔

۱۰-اجتہاد میں قرآن وسنت کی متابعت اور ادلہ شرعیہ کی پابندی کرنا۔" (تنزیل الرحمن، ڈاکٹر، مجموعہ قوانین اسلام، جلد:۱، ص:۱۸-۱۹)

بہرکیف وقت کا تقاضا ہے کہ شریعت کے ان اساسی اصول تشریع کو سامنے رکھ کر ان عصری مسائل کو حل کرنے کے لیے صحیح معیار اور درست پیمانہ پر قدم اُٹھایا جائے۔ صبر وضبط، تحمل وبردباری، دیانت داری وآہستہ روی اختیار کرکے علوم قدیم وجدید میں ربط واتصال پیدا کیا جائے۔ نظر دقیق اور رائے صائب کے ذریعہ ان کو درست کرکے اس امانت الٰہیہ کی حفاظت کی ذمہ داری کا احساس وشعور ہر لحظہ پیش نظر رکھا جائے، تاکہ وہ حل صحیح ہو۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی مقبول ہو اور عامۃ الناس کے نزدیک بھی پسندیدہ، دول وممالک اسلامیہ کے لیے وہ قابل اعتماد طریق کار اور امت مسلمہ کے لیے لائق اتباع نمونہ ہو۔

لیکن افسوس صد افسوس! ایوبی دور میں ہماری مملکت خداداد پاکستان میں عائلی قوانین کے نام سے جو کام ہوا ہے، اس میں بجائے اس کے کہ مذکورہ بالا اصول کو مدنظر رکھ کر جدید مسائل کا حل نکالا جاتا اور قدیم فقہ کی روشنی میں نو بنو مسائل کا قابل قبول حل پیش کیا جاتا، احکام منصوصہ اتفاقیہ اور احکام اجتہادیہ اتفاقیہ میں بحث چھیڑ کر، نصوص کے خلاف بودے قسم کے دلائل قائم کرکے منصوص مسائل میں تشکیک پیدا کی گئی اور اسلام کا جدید ایڈیشن تیار کرنے کی کوششیں کی گئی۔ موجودہ اسلامی نظریاتی کونسل نے اس موضوع پر راست قدم اٹھائے ہیں، جس پر آزاد خیال حلقے حسب معمول تنقید کا فریضہ انجام دے کر حوصلہ افزائی کی بجائے حوصلہ شکنی کا باعث بن رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں ہدایت نصیب فرماکر صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے اور اسلام کے نام پر حاصل کی گئی اس مملکت خداداد میں اسلام سے متصادم قانون سازی کے بجائے درست معنوں میں دین اسلام کی تشریح کرنے کی توفیق مرحمت فرمادیں۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

دہشت گردی کے خلاف جنگ میں مدارس کو نشانہ بنایا جارہا ہے: مولانا فضل الرحمن

افغان طالبان کے سامنے امریکا سمیت ۵۲ ممالک مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال چکے ہیں

کسی کو اسلامی نظریاتی کونسل تحلیل کرنے کی اجازت نہیں دیں گے

ڈیرہ اسماعیل خان (این این آئی) جمعیت علماء اسلام کے مرکزی امیر مولانا فضل الرحمن نے کہا ہے کہ ہماری دینی اور تہذیبی زندگی سے مذہبی تعلق کو توڑنے کے لئے این جی اوز اور بعض مغرب زدہ میڈیا چینلز کو استعمال کیا جارہا ہے تاکہ پاکستانی قوم کو مغرب کا غلام بنایا جاسکے اور ان کا تعلق اسلامی نظریے اور مدارس سے ختم کیا جاسکے، اس سازش پر اربوں ڈالر خرچ کئے جارہے ہیں اور دہشت گردی کے خلاف جنگ میں دینی مدارس اور نظریہ اسلام کو نشانہ بنایا جارہا ہے، ان اسلامی نظریاتی کونسل کو جو کہ تمام مکاتب فکر کی نمائندگی کرتا ہے کو تحلیل کرنے کی بھی سازشیں کی جارہی ہیں وہ جامعہ عثمانیہ مریالی میں سالانہ جلسہ تقسیم اسناد سے خطاب کررہے تھے۔ مولانا فضل الرحمن نے کہا کہ اسی سازش کے تحت کے پی کے پر حیاء اور عزت سے عاری لوگوں کو مسلط کردیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم اسلامی نظریے کے تحفظ کے لئے گلی کوچوں میں جنگ کے لئے تیار ہیں کسی کو بھی اسلامی نظریاتی کونسل کو تحلیل کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ (روزنامہ نوائے وقت کراچی ۱۵ اپریل ۲۰۱۴ء)

محاذِ ختم نبوت کے اکابر علمائے کرام

مولانا محمد علی صدیقی

(۱) حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ.... جو کئی لاکھ احادیث کے حافظ تھے، کشمیر کے رہنے والے تھے، دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث، عقیدہ ختم نبوت کے محاذ پر ان کی فکر اور اضطراب قابلِ دید تھا۔ مولانا سیّد عطا اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کو امیر شریعت منتخب کر کے اس عظیم محاذ پر لا کھڑا کیا اور پھر خود بہاول پور ریاست کی عدالت میں عقیدہ ختم نبوت کے محافظ اور وکیل بن کر عمر رسیدہ ہونے کے باوجود ایسے کھڑے ہوئے کہ قادیانیت اس فیصلے کے بعد سسکتی جاری ہے۔ الحمدللہ۔

(۲) حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ.... ان کی خدمات سورج کی طرح روشن ہیں، عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے مقابلے میں ان کی آدھی زندگی ریل اور آدھی جیل میں کٹ گئی اور فرمایا کرتے تھے ”بخاری اس وقت تک جنت نہیں جائے گا جب تک اس محاذ پر کام کرنے والے جنت نہیں چلے جائیں گے۔“

(۳) حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ.... مجلس تحفظ ختم نبوت کے دوسرے امیر بنے، پہلے امیر حضرت شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ تھے، حضرت مولانا قاضی احسان احمد کے والد گرامی نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اپنے لاڈلے بیٹے کو حضرت شاہ بخاری کی تربیت میں دیا اور شاہ صاحب کی تربیت نے ان کو عقیدہ ختم نبوت کے محاذ پر ایسا ذوق جنون دیا کہ والد کے انتقال کے وقت جیل میں تھے حکومت معاہدہ کرنا چاہتی تھی کہ قاضی احسان احمد لکھ دے کہ آئندہ ایسا کام نہیں کرونگا۔ رہا بھی اور کیس بھی ختم۔ قاضی صاحب نے باپ کے جنازہ کو کندھا نہیں دیا لیکن ایمان اور عقیدہ ختم نبوت کا سودا بھی نہیں کیا۔

(۴) حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ.... مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی حضرات میں سے تھے اور مجلس کے تیسرے امیر چنے گئے، عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی بیخ کنی ان کے مزاج کا حصہ بن گئی تھی، بہت ہی جامع اور مانع گفتگو فرماتے تھے اور دلیل کے بادشاہ تھے، کئی بار سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے یوں فرما کر تقریر نہیں کی کہ بھائی محمد علی کے بعد اب مزید بیان کی ضرورت نہیں رہی، عقیدہ ختم نبوت کی وجہ سے جیل میں ہونے کی وجہ سے اپنے کئی پیاروں کے جنازے نہیں پڑھ سکے۔

(۵) حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ.... عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ان کی زندگی کا حصہ بن گیا تھا، طالب علمی کے دور میں قادیانی ہو گئے، بعد میں ان کے مربی رہے، مولائے کریم کے فضل سے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہو گئے اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی پر اس قدر کام کیا کہ قادیانیوں کو اپنے اخبار الفضل میں اعلان لکھنا پڑا کہ کوئی قادیانی مولانا لال حسین اختر سے مناظرہ نہ کرے، مولانا فرمایا کرتے تھے ”قادیانی زہر کا پیالہ پی سکتے ہیں لیکن لال حسین اختر کا مقابلہ نہیں کر سکتے“ اللہ تعالیٰ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا اتنا کام لیا کہ اس محاذ پر کام کرنے والی جماعت مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر منتخب ہوئے۔

(۶) حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ.... عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا کام اللہ تعالیٰ نے ان سے اس طرح لیا کہ جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے آپ کو مجلس کا امیر بنایا تو اس کے کچھ ماہ بعد قادیانیوں نے چناب نگر سابقہ ربوہ اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج کے مسلمان طلبا کرام پر تشدد کیا اس پر پورے ملک میں قادیانیت کے خلاف تحریک چلی، قادیانی مسئلہ اسمبلی میں پیش ہوا، ۲۱ دن بحث ہوئی اور

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

پوری قومی اسمبلی نے قادیانیت کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا، اس پوری تحریک کے قائد حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ تھے جو حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ کے خاص شاگرد تھے، آپ کو عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی استاذ محترم حضرت کشمیریؒ سے ملی تھی۔

(۷) حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمتہ اللہ علیہ.... جمعیت علماء اسلام کے رہنما تھے لیکن عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا کام اللہ تعالیٰ نے ان سے خوب لیا اور اکابرین ختم نبوت سے بہت ہی گہرا تعلق تھا، مولانا حضرت سید عطاءاللہ شاہ بخاری سے لے کر خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ تک اور اب موجودہ امیر مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی، حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، مولانا مفتی محمود صاحب رحمتہ اللہ تحریک ختم نبوت 1953ء میں پابند سلاسل رہے اور تحریک ختم نبوت 1974ء میں قومی اسمبلی میں قائدانہ کردار ادا کرتے ہوئے قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا۔

(۸) حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ.... یوں خیال کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے وجود کو پیدا ہی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا تھا تحریک ختم نبوت 1953ء کی قید سے لے کر تحریک ختم نبوت 1974ء ہو یا تحریک ختم نبوت 1984ء ہو یا محمد خان جونیجو کے دور کی تحریک ختم نبوت ہو یا پرویز مشرف کے دور کی تحریک ختم نبوت ہو اس میں حضرت خواجہ صاحب نمایاں نظر آتے ہیں اور پھر ان کی امارت مجلس تحفظ ختم نبوت سب سے طویل ترین پھر حضرت خواجہ خان محمد صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت بہت ساری شخصیات کو عقیدہ ختم نبوت پر نمایاں کر گئی۔ جن میں سرفہرست حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا سید نفیس الحسینی ؒ اور جناب مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ ان کے نائب امیر رہے اور عقیدہ ختم نبوت پر کام کرنے والے نمایاں حضرات بن گئے۔ اسی طرح مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف جالندھریؒ اور ان کی رحلت کے بعد ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمان جالندھری مدظلہ اور اس کے ساتھ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب کی نگرانی میں مجلس کے مبلغین کی وسیع ٹیم اس کا حصہ ہے۔ اور اس کے ساتھ حضرت رحمہ اللہ کی اولاد گرامی حضرت خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ، مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب مدظلہ، جناب صاحبزادہ رشید احمد اور حضرت خواجہ سعید احمد اور مخدومی خواجہ نجیب احمد اور ایک کثیر تعداد میں مریدین کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے لگا دیا ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی پر جو بھی افراد کام کر رہے ہیں گہری نظر سے اگر مطالعہ کریں تو الحمد للہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا کردار نمایاں نظر آئے گا وہ اس لئے کہ اس میدان میں مولانا لال حسین اخترؒ اور مولانا محمد حیات صاحبؒ جن کو فاتح قادیان کہا جاتا تھا۔ یہ حضرات اس محاذ کے مناظر اور ماہر اساتذہ میں سے تھے باقی سب خواہ مجلس کے مبلغین ہوں یا مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمتہ اللہ علیہ یا مولانا ضیاء القاسمیؒ سب ان کے شاگرد ہیں .... تو آیئے عہد کرتے ہیں کہ ہم سب مل کر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے اپنے ان اکابرین کے مشن پر کام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

☆☆..........☆☆

تحفظ پاکستان بل دینی مدارس کے خلاف گھناؤنی سازش ہے: عبدالحکیم نعمانی

چیچہ وطنی (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے کہا ہے کہ تحفظ پاکستان بل دینی مدارس کے خلاف گھناؤنی سازش، آئین اور انسانی حقوق کی واضح خلاف ورزی ہے۔ جسے تمام دینی وسیاسی جماعتیں مسترد کرتے ہوئے سراپا احتجاج ہیں۔ اس طرح کے بل سے اسلامی تحریکوں کو مرعوب کر کے سرد خانے کی زینت بنانے اور ان کی اسلام پسند سرگرمیوں کے گرد گھیرا تنگ کرنے کی مذموم سازشیں کی جارہی ہیں۔ وہ یہاں جامع مسجد رحیمیہ ریلوے روڈ میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ قاری محمد اصغر عثمانی، خان بلال افضل خان، حاجی مظہر علی اور محمد الیاس قادری سمیت متعدد جماعتی کارکن بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ مٹھی بھر قادیانی اقلیت اپنے اقلیتی حقوق اور آئین میں متعینہ دستوری حیثیت سے تجاوز کر کے پارلیمنٹ اور عدلیہ کے فیصلوں کا سرعام مذاق اڑا رہی ہے۔ چناب نگر کی قادیانی رائل فیملی نہ صرف اپنے ہی قادیانیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کر رہی ہے بلکہ وہاں پر مزدوری کرنے والے مسلمانوں پر بھی عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے۔ قادیانی رائل فیملی کی ان بہیمانہ حرکات پر انسانی حقوق کی تنظیموں کی خاموشی انکا اصل چہرہ بے نقاب کرتی ہے کہ یہ نام نہاد تنظیمیں قادیانیوں کے مفادات کے لئے کام کرکے استعمار سے مالی مفادات بٹور رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دنیا بھر میں قادیانیت ترک کر کے اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بی بی سی اور میڈیا نمائندوں کو امتیازی سلوک پر مبنی قادیانی رپورٹس نشر کرنے سے قبل غیر جانبدارانہ تحقیقات کر لینی چاہئے اور قادیانیت نوازی اور جانبداری کا رویہ ترک کر دینا چاہئے۔ پاکستان میں قادیانی اقلیت تمام اقلیتوں سے زیادہ مراعات ومفادات اور سرکاری ملازمتیں حاصل کر چکی ہے۔ حکومت سفارتی ذرائع سے مغربی ممالک کو فتنہ قادیانیت کے خدوخال سے آگاہ کرے۔

ایک ہفتہ

حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں!

جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ کی قیادت میں پاکستان کے علماء ومشائخ کا ایک ۳۰ رکنی وفد ۱۰ر دسمبر ۲۰۱۳ء کو ''شیخ الہندؒ امن عالم کانفرنس'' میں شرکت کی غرض سے بھارت گیا تھا۔ اس یادگار سفر کی روئیداد اور اپنے مشاہدات وتاثرات وفد کے ایک معزز رکن شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے قلم بند فرمائے ہیں۔ افادہ عام کی غرض سے ہدیہ قارئین ہیں۔

آٹھویں قسط

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

حضرت مولانا فضل الرحمن کا خطاب دارالعلوم دیوبند میں:

۱۳ر دسمبر ۲۰۱۳ء جمعہ کو دارالعلوم دیوبند کی جامع مسجد الرشید میں جمعیت علماء ہند کے امیر، امیر الہند حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب مدظلہ کے صاحبزادہ اور شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے نواسہ مولانا سید محمد سلیمان منصور پوری نے خطبہ جمعہ اور امامت کے فرائض انجام دیئے۔ جمعہ کے بعد حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کا دارالعلوم دیوبند کی جامع مسجد میں خطاب ہوا۔ پاکستان میں عربی کے خطبہ جمعہ سے قبل خطاب ہوتا ہے۔ انڈیا میں یہ ترتیب نہیں۔ وہاں اذان اول سے قبل مسجدیں نمازیوں سے بھر جاتی ہیں۔ ادھر اذان ہوئی، سنتیں پڑھیں۔ اذان ثانی ہوئی اور خطبہ جمعہ ہوا۔ نماز پڑھ کر فارغ ہوگئے۔ اب اگر بیان ہونا ہے تو وہ نماز جمعہ کے بعد ہوگا۔ چنانچہ اسی ترتیب سے جمعہ کے بعد حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مدظلہ کا بیان طے تھا۔ نماز جمعہ سے فراغت کے بعد آپ منبر پر تشریف لائے۔ چاروں سمت لوگ زیارت کے لئے سراپا دیدار ہوگئے۔ آپ نے حجازی لے میں بڑے انشراح کے ساتھ خطبہ پڑھا۔ تمام حاضرین وسامعین چشم پرنم سے عش عش کر اٹھے۔ آپ نے خطاب سے قبل خطبہ میں ہی پورے اجتماع کو مٹھی میں کر لیا تھا۔ حق تعالیٰ نے آپ کو جن صلاحیتوں سے سرفراز کیا ہے۔ آج آپ کا بیان ان کے اظہار کی شاندار تقریب تھی۔ آپ نے خطاب شروع کیا تو گویا آپ کی خطابت نے علم کے سمندر میں غوطہ زنی شروع کی۔ ایسی ایمان پرور، دلآویز گفتگو اور تکلم کا انداز موتیوں کی نمائش لگ رہا تھا۔ ہر بات اتنی مدلل، جامع اور نرالی کہ گویا خزانہ علم کا منہ کھول دیا گیا ہے۔ سامعین ہر بات پر محو وسراپا مسرت وانبساط تھے۔ آپ کا خطاب لگتا تھا جیسے بلندی کی طرف محو پرواز ہے۔ چارسو ہو کا عالم تھا۔ ہر شخص خطاب کی سماعت کے لئے دل ودماغ سمیت حاضر تھا۔ جس علمی جلالت شان سے آپ نے خطاب کیا۔ اس سے کہیں زیادہ لوگوں نے دلوں کی محبتوں سے سنا۔ وفد کے ہر شخص نے پاکستان کے وفد کے قائد کا یہ احترام دیکھا تو سراپا شکر ہوگئے۔ ''وتعز من تشاء'' نص قرآنی ہے۔ حق تعالیٰ نظر بد سے بچائیں۔ آج دارالعلوم دیوبند میں اپنے جانشین کی اس قیادت وسیادت، شاندار بیان، روح پرور منظر، ایمان افروز کیف کو مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ دیکھتے تو انہیں کتنی خوشی ہوتی؟ دیانتداری کی بات ہے کہ فقیر نے جس شخص سے اس بیان کی بابت سنا، وہ سنا۔ جس کا عشر عشیر بھی آپ کے سامنے نہیں رکھ سکا۔ حالات حاضرہ میں اسلامیان عالم کے لئے آپ کا بیان ایک چشم کشا حقیقت تھی۔ جس کے سامنے سامعین خوشی کے مارے گردنیں خم کئے ہوئے تھے۔

امن عالم کانفرنس دیوبند

جمعیت علماء ہند کے زیر اہتمام ۱۳،۱۴ر دسمبر ۲۰۱۳ء کو دیوبند میں امن عالم کانفرنس رکھی گئی تھی۔ ۱۳ر دسمبر مغرب کے بعد دیوبند کے ایک شادی ہال میں کانفرنس کا پہلا اجلاس تھا۔ حضرت مولانا زاہد الراشدی اور فقیر نے مغرب نانوتہ میں پڑھی۔ وہاں سے بھاگم بھاگ عشاء سے کچھ قبل سیدھے کانفرنس میں حاضر ہوئے۔ یہ اجلاس صرف بیرونی مہمانان اور جمعیت علماء ہند کے صوبائی اور مرکزی عہدیداران پر مشتمل تھا۔ ڈیڑھ دو صد کے قریب حاضری ہوگی۔ اس اجلاس میں پاکستان، بنگلہ دیش، نیپال، رنگون، سری لنکا، مالدیپ گویا تمام سارک ممالک کے علماء کے نمائندہ وفود تشریف لائے ہوئے تھے۔ علاوہ ازیں

برطانیہ، جنوبی افریقہ کے وفود بھی شامل تھے۔ اسٹیج پر پہلے اجلاس میں حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب، حضرت مولانا محمد خان شیرانی پاکستانی وفد سے تشریف فرما ہوئے۔ اس اجلاس کے مہمان خصوصی اور آخری خطاب حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد جمعیت علماء ہند کے مرکزی امیر، امیر الہند نے خیر مقدمی کلمات ارشاد فرمائے۔ پھر حضرت مولانا سید محمود مدنی ناظم عمومی جمعیت علماء ہند نے اجلاس کی غرض وغایت بیان کی کہ حضرت شیخ الہندؒ کے وصال کو سو سال پورے ہونے پر جمعیت علماء ہند نے اس مناسبت سے امن عالم کانفرنس کا اہتمام کیا۔ آج ۱۳ ردسمبر مغرب کے بعد سے عشاء تک پھر عشاء کے بعد سے ساڑھے دس بجے تک اس کے یہ خصوصی اجلاس ہوں گے۔ امن عالم کے لئے آپ حضرات تجاویز دے سکتے ہیں۔ ۱۴ ردسمبر صبح ۹ ربجے سے پونے گیارہ بجے تک پھر اسی ہال میں خصوصی اجلاس ہوگا۔ آپ حضرات کی تجاویز کی روشنی میں مشترکہ اعلامیہ تیار کیا جائے گا۔ گیارہ بجے سے ڈیڑھ بجے تک دیوبند کی عیدگاہ میں جلسہ عام ہوگا۔ جس میں ملکی اور غیر ملکی مہمانان کے بیانات ہوں گے اور پھر ۱۵ ردسمبر کو صبح ۹ بجے سے ڈیڑھ بجے دن دلی کے لیلا رام گراؤنڈ میں اجلاس عام منعقد ہوگا۔ اسٹیج پر پندرہ بیس مہمانان گرامی ہوں گے۔ تمام مقامات پر حضرت مولانا فضل الرحمٰن نمایاں رہے۔ آپ اس بارات کے دلہا لگتے تھے۔ جہاں آپ تشریف لاتے سب کی نظروں کا مرکز ہوتے۔ اسٹیج سے نیچے پہلی صف پاکستانی وفد کے لئے مختص تھی۔ اس کے بعد پھر سارک ممالک کے مندوبین وفود کی نشستیں تھیں۔ جمعیت علماء ہند کی پوری قیادت، ہند کی اہم شخصیات، مشائخ، دارالعلوم کے شیوخ واساتذہ غرض اتنی بھرپور نمائندگی وحاضری تھی کہ جی خوش ہوگیا۔

مولانا سید محمود مدنی:

امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی کے صاحبزادے، جانشین اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے پوتے ہیں۔ اس وقت ہند کے مسلمانوں میں حضرت مولانا سید محمود مدنی کا بے پناہ احترام پایا جاتا ہے اور یہی حیثیت شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے صاحبزادہ حضرت مولانا سید محمد ارشد مدنی کو حاصل ہے۔ وہ دارالعلوم دیوبند کے ممتاز اساتذہ میں شامل ہیں اور بڑے محترم مانے جاتے ہیں۔ حضرت مولانا سید ارشد مدنی بمبئی کے سفر پر تھے۔ آپ کی زیارت نہ ہوسکی۔ مولانا سید محمود مدنی: صلاحیتوں، معاملہ فہمی، انتظام اور بیدار مغزی میں آپ انہیں ہند کا مولانا فضل الرحمٰن صاحب سمجھ لیجئے۔ پاکستان میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی قیادت اور ہند میں مولانا محمود مدنی کی سیادت اور پھر جہاں اس خطہ کے عوام کے مسائل پر غور کرنے کے لئے جمع ہوجائیں۔ آپ اس کو نور علی نور قرار دے سکتے ہیں اور یہی کیفیت اس اجلاس کو حاصل تھی۔ اجلاس میں بہت عمدہ عمدہ تجاویز آئیں۔ دہشت گردی، انتہاء پسندی اور فرقہ واریت کی لعنت سے جان چھڑانے کے لئے تمام اجلاس متفق تھا۔ سارک کے ممالک کے عوام وخواص کا باہمی احترام اور قدر مشترک پر بھی تجاویز آئیں۔ حضرت مولانا محمد خان شیرانی نے بہت عمدہ گفتگو فرمائی۔ آپ نے فرقہ واریت اور پھر اس میں تشدد کے عنصر کی شمولیت کی مذمت کرتے ہوئے جو فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے:

مولانا محمد خان شیرانی کا بیان:

ہر اختلاف مذموم نہیں اور نہ ہی ہر اتحاد محمود ہے۔ بلکہ اختلاف واتحاد کے حدود ہیں۔ ان حدود کی رعایت کرتے ہوئے اعتدال کا راستہ اختیار کرنا دین ہے۔ مرتد کی سزا شریعت میں متعین ہے۔ مرتد کو مہلت دی جائے گی۔ اس کے شکوک کو دور کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ باز نہیں آتا۔ ارتداد سے توبہ نہیں کرتا تو بھی پبلک میں سے کسی کو حق نہیں ہے کہ وہ اس کو سزا دے۔ بلکہ اسے سزا دینا اسلامی ملک کے قاضی کی ذمہ داری ہے اور اس پر عمل درآمد حکومت کی ذمہ داری ہے۔ لیکن اگر عدالت اسلامی نہیں، یا مملکت اسلامی نہیں یا کہ اسلامی تو ہیں لیکن کسی مجبوری یا بداعمالی یا کسی دنیا کی حالت کے تغیر پذیر تناظر کی رو سے اس پر عمل درآمد نہیں ہورہا۔ تب بھی پبلک کو سزا دینے کی قطعاً اجازت نہیں۔ پبلک کا فرد یا ادارے ایسا کرتا/کرتے ہیں۔ تو وہ اسلام کی تعلیمات کے علی الرغم عمل کے مرتکب گردانے جائیں گے۔

اب قابل توجہ یہ امر ہے کہ ارتداد جیسے جرم کی سزا ہم دینے کے حق دار نہیں۔ پبلک ایسا اقدام نہیں کر سکتی تو کیا کسی ملکی یا فرقہ وارانہ اختلاف کی بنیاد پر کسی کو سزا دینے کے ہم حق دار ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ اسلام کو بدنام کررہا ہے۔ اس کا یہ عمل پورے معاشرہ کے لئے سخت مہلک ہے۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو وہ قطعاً اسلام کا خیر خواہ نہیں بلکہ اسلام کو بدنام کرنے والا ہے۔ پھر کیا اس پر بھی کبھی سوچا گیا کہ اگر کسی سے اختلاف ہے تو اس کو انفرادی طور پر سزا دینے کا ہم حق نہیں رکھتے۔ ایک بچہ، معصوم، عورت، بیمار اور بوڑھے کو حالت جنگ میں بھی قتل کی اسلام اجازت نہیں دیتا تو فرقہ واریت کے علم بردار حملہ آور فرد کو بیمار، بوڑھے، بچے، عورت کو قتل کرنے کا کس نے اختیار دیا ہے؟ غرض کسی بھی طرح فرقہ وارانہ قتل کے مرتکب افراد کے عمل کو اسلام کی تعلیم یا نیک عمل قرار نہیں دیا جاسکتا۔ بلکہ یہ خالصتاً فساد فی الارض قرار دیا جائے گا۔ جہاد عبادت ہے اور اس کے احکام ہوتے ہیں۔ اگر احکام کے پورے نہ ہونے کے باوجود کوئی اپنے طرز عمل کو جہاد کا نام دیتا ہے تو وہ

اسلام کی تعلیمات کو مسخ کرتا ہے۔ ہر شخص جہاد کے نام پر قانون کو ہاتھ میں لے تو یہ جہاد نہیں، فساد ہوگا۔ ایک یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ فتوئی کو نعرہ قرار دیا جارہا ہے اور یا یہ کہ نعرہ بازی کو فتوئی قرار دیا جارہا ہے۔ یہ دونوں باتیں درست نہیں۔ دونوں کے حدود ہیں۔ ان کو پامال کرنا دین اسلام کو بدنام کرنے کا بدترین راستہ ہے۔ اس سے اجتناب ضروری ہے۔

حضرت مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا رشید احمد لدھیانوی، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا زاہد الراشدی نے بھی مختصر اور جامع تجاویز دیں۔ مولانا قاری محمد حنیف صاحب نے دہشت گرد تنظیموں سے اظہار لاتعلقی اور پورے خطہ میں محبت کے پرچار کے لئے مثبت تجاویز دیں۔ عشاء کی نماز کے لئے وقفہ ہوا۔ اجتماع میں اکثریت مسافر حضرات پر مشتمل تھی۔ اس اجلاس کے مہمان خصوصی حضرت مولانا فضل الرحمٰن نے امامت کے فرائض سرانجام دیئے اور سارک ممالک کے تمام وفود میں شریک پوری دینی قیادت آپ کی امامت میں صف بستہ ہوگئی۔ عشاء کے بعد اجلاس کا دوسرا سیشن شروع ہوا۔ سب سے آخری خطاب حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا ہوا۔

مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا بیان:

آپ نے فرمایا کہ جنگ عظیم دوم کے بعد استعماریت کا جو دور شروع ہوا، کیا مسائل کے حل کے لئے جنرل اسمبلی، اقوام متحدہ، بین الاقوامی اداروں کے احکامات نے حالات کو سنبھال لیا ہے؟ کیا پوری دنیا میں امن ہوگیا ہے؟ اگر اس وقت بھی پوری دنیا میں امن قائم کرنے کے تقاضے موجود ہیں تو پھر پوری دنیا کو تسلیم کرلینا چاہئے کہ آپ نے مشرق و مغرب، طاقتور اور زیردست کے لئے جو علیحدہ علیحدہ پیمانے بنا رکھے ہیں۔ وہ کبھی بھی دنیا کو سکون مہیا نہیں کرسکتے۔ اس سے مسائل بڑھتے ہیں۔ امن قائم نہیں ہوا۔ آج پوری دنیائے مغرب مل کر مسلمانوں اور اسلام کے ساتھ جو امتیازی سلوک کررہے ہیں۔ ان کے اس طرز عمل نے دنیا کو جہنم کدہ بنادیا ہے۔ آج اس سے بڑھ کر کیا دہشت گردی ہوسکتی ہے کہ میرے ملک میں میرے ملک کے جمہوری اداروں کا بنایا ہوا قانون غیر مؤثر ہوجائے۔ مغرب مل کر کہے کہ اس قانون کو ختم کرو۔ اس کو ختم کرو۔ میرے ملک پر حکم چلے مغرب کا، حکم چلے امریکا کا اور ان کا حکم بھی طاقتور کے لئے اور ہو۔ زیردست کے لئے اور ہو۔ ان کا حکم میرے مذہبی اور اعتقادی مسائل میں بھی مداخلت کرے۔ الجھاؤ پیدا کرے۔ امریکہ، یورپ، مسلمان کے نزدیک کائنات کی سب سے محترم شخصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے تحفظ پر اپنے تحفظات رکھتے ہوں اور تحفظات بھی معاندانہ اور جانب دارانہ ہوں تو مجھے بتایا جائے کہ دنیا میں کیونکر امن قائم ہو؟ ملٹی پل کمپنیاں، این جی اوز نے اس خطہ کے گلی کوچہ میں عریانی، فحاشی، اسلام دشمنی کو مشن بنالیا ہے۔ وہ اس خطہ کی ثقافت پر حملہ آور ہیں۔ وہ اس خطہ کی روایات کو دفن کرنے کے درپے ہیں۔ تو پھر دنیا میں کیونکر امن قائم ہوگا؟

آج اس امن عالم کانفرنس میں سوچیں کہ ”نائن الیون“ کے بعد حالات نے صرف ہند نہیں، صرف پاکستان نہیں بلکہ پورے ریجن کے لئے نئے مسائل پیدا کردیئے ہیں۔ نا ٹو کو برقرار رکھنے کے لئے نیا عذر تلاش کرلیا گیا ہے۔ اسلام کو نشانہ پر رکھ لیا گیا ہے۔ آپ، ہم اور پورے خطہ کے ذمہ داران آج ایک سوچ کے ساتھ یہاں پر جمع ہیں۔ ہم نے اپنے خطہ اور ریجن کے بارے میں سوچنا ہے۔ اپنے اپنے ملک اور اپنے اپنے گھر کے بارے میں سوچنا ہے۔ اسلام کے بارے میں سوچنا ہے۔ اسلام سلامتی کا دین ہے۔ شریعت اسلام امن کی داعی ہے۔ ہمارے نبی علیہ السلام کو معلم بنا کر مبعوث کیا گیا۔ آپ کی تعلیمات مکارم اخلاق کی بلندیوں کو چھوتی ہیں۔ سیاست دینی، النظام الصالح لاداء حقوق الخالق والمخلوق کا مصداق ہیں۔ یہ تمام چیزیں باہم تلازم کا درجہ رکھتی ہیں۔ نا ٹو ختم نہیں ہوا۔ اس نے اپنا ماٹو تبدیل کرلیا ہے۔ ہم دین کے داعی ہیں۔ ہم صلح وآشتی کے پرچارک ہیں۔ ہم محبتوں کو تقسیم کرنے والے ہیں۔ ہم دشمنی نہیں، دوستی کے علمبردار ہیں۔ تاکہ پوری انسانیت، یہ ریجن، برصغیر، آپ کے ممالک، میرا ملک، آپ کے گھر، میرا گھر، سب راحت وسکون، امن وسلامتی سے وقت گزار سکیں۔

جب مولانا نے تقریر ختم کی۔ دعا کے بعد تمام سامعین وشرکاء کے چہروں پر طمانیت وسکون کے جذبات تھے۔ سب نے آپ سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ پاکستانی وفد کے لئے رات کے کھانے کا اہتمام حضرت مولانا سید محمود مدنی کے مکان پر تھا۔ رات گئے جاکر آرام کیا۔

۱۴ر دسمبر کی مصروفیات:

فجر کی نماز دارالعلوم کی قدیم مسجد میں پڑھی۔ حضرت مولانا زاہد الراشدی اور فقیر کو مولانا جنید صاحب نے لیا اور ہم نماز کے بعد قبرستان قاسمی میں حاضر ہوئے۔ یہ قبرستان علم وفضل، تقویٰ وولایت کے کتنے عظیم لوگوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اس پر فقیر کیا عرض کرسکتا ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے ساتھ جانب مغرب حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ، حضرت نانوتویؒ کے قدموں میں حضرت شیخ الہندؒ، ان کے ساتھ جانب مغرب حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ۔ آپ کے ساتھ پہلو میں جانب مغرب حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ۔ ان حضرات نے یہاں لاکھڑا کیا۔ تمام قبرستان کے لئے ایصال ثواب کیا۔ دعا مانگی واپس آگئے۔ (جاری ہے)

قومی اسمبلی میں

قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ

تحریر: ڈاکٹر زاہد اشرف

گزشتہ سے پیوستہ

یہ جرح دلچسپ بھی ہے اور چشم کشا بھی۔ اٹھائے جانے والے سوالات، ان کے جوابات اور جوابات کے حوالے سے مزید ضمنی سوالات اور ان کے دیئے گئے جوابات، قادیانیت کے اصل چہرے سے ہی نقاب کشائی نہیں کرتے، ان سے قادیانیوں کے خودساختہ نبی اور اس کے جانشینوں اور امتیوں کا روپ بہروپ بھی سامنے آجاتا ہے۔ اس جرح کے دوران مرزا ناصر احمد سے کئی ایک مقامات پر بات ہی نہیں بن پائی، کہیں کہہ مکرنیاں سامنے آتی ہیں، اور کہیں جھنجلاہٹ طاری ہوتی دکھلائی دیتی ہے۔ کہیں بحث کا رخ موڑنے کی کوشش کی جاتی ہے تو کہیں بات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جاتا ہے۔ کبھی سوالات کا براہ راست جواب دینے کی بجائے ہیرپھیر کا انداز اختیار کیا جاتا ہے، تو کبھی جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے۔ بسا اوقات تو چیختے چلاتے حقائق سے لاعلمی کا اظہار کیا جاتا ہے اور پھر اس کی پردہ پوشی کے لئے مزید غلط بیانیاں کی جاتی ہیں۔ دلائل جب منہ توڑنے کو آتے ہیں تو مرزا ناصر احمد کی جانب سے پہلو بچانے کے لئے جو حیلے بہانے اختیار کئے جاتے ہیں، وہ مزید ندامت کا باعث بنتے ہیں۔ اس تمام تر صورت حال کی مثالیں ان صفحات پر جابجا بکھری پڑی ہیں۔ قاری انہیں پڑھ کر ہی مرزا ناصر احمد کی اذیتوں کا حظ اٹھا سکتا ہے۔

مرزائیوں کے لاہوری گروپ پر جرح کا آغاز صفحہ نمبر 1522 (جلد سوم) سے ہوتا ہے۔ اس گروپ کی جانب سے مولانا صدر الدین سربراہ جماعت احمدیہ، لاہور سے سوالات کا سلسلہ شروع ہوا لیکن طے شدہ انتظامات کے تحت زیادہ تر جوابات عبدالمنان عمر کی طرف سے آئے۔ جرح بھی مؤخر الذکر پر ہوتی رہی۔ صفحہ 1522 (جلد سوم) سے صفحہ 1821 (جلد چہارم) پر محیط یہ جرح بھی لاہوری گروپ کے اپنے عقائد کے تناظر میں انہی خصوصیات کی حامل ہے جن کا تذکرہ ہم مرزا ناصر احمد کی جرح کے حوالے سے کر چکے ہیں۔ یہ جرح دو دن جاری رہی جس کے آخر میں سربراہ جماعت احمدیہ لاہور مولانا صدر الدین سے دوبارہ حلف/تصدیق کروائی گئی کہ عبدالمنان عمر سیکرٹری جماعت احمدیہ، لاہور کی جانب سے جو کچھ کہا گیا، وہ اس کی پوری ذمہ داری لیتے ہیں۔

چودھویں روز کی کارروائی کے آغاز میں آئندہ کارروائی کے طریق کار پر بحث کی جاتی ہے۔ اس بحث میں کئی ایک ارکان حصہ لیتے اور اپنی اپنی تجاویز پیش کرتے ہیں۔ یہ حصہ تقریباً سولہ صفحات پر محیط ہے۔ اس حصے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں قادیانی مسئلہ کے حوالے سے سات قراردادیں پیش کی گئی تھیں۔ ان سب پر بحث کے طریقہ کار کے تعین کے بعد "ملت اسلامیہ کا موقف" اراکین قومی اسمبلی پاکستان کی جانب سے مولانا مفتی محمودؒ پیش کرتے ہیں۔ صفحات 1845 تا 2006 (کل 162 صفحات) پر مشتمل یہ موقف کتاب کے اب تک حصے سے اس لئے مختلف ہے کہ یہ ایک مربوط تحریری بیان ہے، جس میں زیر بحث مسئلہ کے تمام نکات اور جہات کو دلائل کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔ ویسے بھی اس کی تیاری میں اسلامیان پاکستان کے نمائندہ دینی راہ نماؤں کے علاوہ کئی ایک سکالرز اور ماہرین نے حصہ لیا تھا اور اسے ایک جامع دستاویز بنانے میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر دی تھیں۔ اس دستاویز میں نہ صرف دینی حوالے سے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت کا پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے بلکہ اس کے خاندان اور خود اس کی ان خدمات کا حوالہ دیا گیا ہے جو اس نے برصغیر پر مسلط انگریزی حکومت کے لئے سرانجام دی تھیں۔ بقول مرزا، اس نے مسلمانوں میں سے تصور جہاد کو نکالنے اور انگریزی حکومت کے احسانات ثابت کرنے کے لئے جو لٹریچر اور کتابیں لکھیں اور شائع کیں، ان سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔ ملت اسلامیہ کے اس موقف میں قادیانیت اور یہودیت کے تعلق کو بھی دلائل کے ساتھ واضح کرتے ہوئے قادیانیوں کے سیاسی عزائم اور مقاصد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار پاکستان کو ایک قادیانی ریاست بنانے پر یقین ہی نہیں رکھتے، اس کے لئے کوشاں بھی ہیں۔ اس ضمن میں سیاسی، عسکری، سٹرٹیجک اور انتظامی حوالوں سے فراہم کردہ تفصیلات بے حد ہوش ربا ہیں، جو نہ صرف قادیانیوں کے اسلام دشمن بلکہ پاکستان دشمن ہونے پر بھی دلالت کرتی ہیں۔

مولانا مفتی محمودؒ نے اپنے اس دو روزہ بیان

میں چار عدالتی فیصلوں کا بھی حوالہ دیا ہے، جن میں قادیانیوں کو غیر مسلم اور کافر قرار دیا ہے۔ یہ چار فیصلے درج ذیل ہیں:

1۔ فیصلہ مقدمہ بہاول پور:

یہ مقدمہ بنیادی طور پر تنسیخ نکاح کے دعویٰ سے متعلق ہے۔ شوہر کے قادیانی مذہب اختیار کرنے کے بعد اس کی منکوحہ بوجہ ارتداد شوہر تنسیخ نکاح کا دعویٰ کرتی ہے۔ ڈسٹرکٹ جج ضلع بہاول نگر ریاست بہاول پور جناب محمد اکبر خانؒ کی عدالت میں یہ مقدمہ تقریباً تین سال زیر سماعت رہا۔ فریقین کے دلائل سننے کے بعد فاضل جج نے دلائل کی روشنی میں یہ قرار دیا کہ مرزا غلام احمد کاذب مدعی نبوت ہیں اور مدعا علیہا انہیں نبی تسلیم کرنے کی بنیاد پر مرتد قرار پا چکا ہے، اس لئے نکاح باطل قرار دیا جاتا ہے۔

یہ فیصلہ 7/ فروری 1935ء بمطابق 3/ ذوالقعدہ 1353ھ کو سنایا گیا۔ اس فیصلے میں قادیانی عقائد پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے، اور اسی بحث کی رو سے یہ صرف عدالتی فیصلہ ہی نہیں بلکہ بے حد اہم علمی نکات و مباحث پر بھی مشتمل ہے۔ یہ فیصلہ صفحہ 2015 سے 2132 (کل صفحات 118) تک پھیلا ہوا ہے۔

2۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج کیمبل پور (راولپنڈی) کا فیصلہ:

یہ فیصلہ ایک قادیانی خاتون کے دائر کردہ کیس کے بارے میں ہے۔ قادیانی خاتون کو اس کے شوہر (جو فوج میں لیفٹیننٹ تھے) نے خاتون کے قادیانی ہونے کا علم ہونے پر اسے طلاق دے دی تھی۔ خاتون نے بذریعہ مقدمہ مہر اور جہیز کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ سماعت کے دوران قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کا مسئلہ بھی اٹھا۔ ٹرائل کورٹ کے جج میاں محمد سلیم سینئر سول جج راولپنڈی نے 25 مارچ 1955ء کو فیصلے کا اعلان کرتے ہوئے یہ قرار دیا کہ یہ نکاح باطل تھا کیونکہ نکاح کے وقت مدعیہ غیر مسلم تھی۔ بنا بریں جہیز کی واپسی کی ڈگری تو دی لیکن مہر کا مقدمہ خارج کر دیا۔ اس فیصلے کے خلاف ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج کیمبل پور بمقام راولپنڈی شیخ محمد اکبر کی عدالت میں اپیل دائر کی گئی۔ اپیل کی سماعت کے دوران بھی قادیانی عقائد اور مرزا غلام احمد کے دعاوی اور تحریروں پر تفصیلی بحث ہوئی۔ اس مقدمے کا فیصلہ جناب شیخ محمد اکبر نے 3 جون 1955ء کو سنایا جس میں ٹرائل کورٹ کے فیصلے کی تصدیق کرتے ہوئے یہ قرار دیا گیا کہ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔ مرزا غلام احمد نے اپنے مکمل پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور ظل و بروز کا سارا قصہ محض ڈھونگ ہے۔ مزید برآں نبی کریمؐ کے بعد کسی پر وحی نبوت نہیں آسکتی اور جو ایسا دعویٰ کرتا ہے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

یہ فیصلہ جلد چہارم کے صفحہ 2136 سے 2159 (کل 24 صفحات) پر محیط ہے۔

3۔ شیخ محمد رفیق گوریجہ، سول اور فیملی کورٹ جج جیمس آباد (سندھ) کا فیصلہ:

یہ مقدمہ بھی بنیادی طور پر عائلی کیس ہے۔ یہ مقدمہ ساڑھے چودہ برس کی ایسی لڑکی کی طرف سے دائر کیا گیا ہے جسے ذہنی توازن سے محروم اس کے والد نے روحانی اثر کے تحت 60 سالہ قادیانی بوڑھے کے ساتھ بیاہ دیا تھا۔ یہ معاملہ صرف نکاح تک محدود رہا کیونکہ مدعیہ دھوکے کی شادی سے راہ فرار کر کے کنری میں اپنے بھائی کے پاس آ گئی تھی۔ قانونی بلوغت کے بعد اس نے تنسیخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا، جس کا فیصلہ شیخ محمد رفیق گوریجہ کے جانشین جناب قیصر احمد حمیدی نے بطور سول و فیملی کورٹ جج 13 جولائی 1970ء کو سنایا۔ اس فیصلے میں قرار دیا گیا کہ ایک غیر مسلم (مرتد) کے ساتھ یہ شادی غیر قانونی اور غیر مؤثر ہے۔ اس فیصلے میں بھی مرزا غلام احمد، اس کے عقائد اور سرگرمیوں کا دلائل کی روشنی میں جائزہ لیتے ہوئے اس کے انگریزوں کا آلہ کار ہونے کو بالخصوص زیر بحث لایا گیا ہے۔ احمدیت کے حوالے سے علامہ اقبالؒ کے نظریہ سے استدلال کیا گیا ہے۔

یہ فیصلہ جلد چہارم کے صفحہ 2167 سے 2192 (کل صفحات 26) پر محیط ہے۔

4۔ سیشن جج گورداسپور کا فیصلہ:

اس مقدمے کا پس منظر یہ ہے کہ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو تبلیغ کانفرنس قادیان منعقدہ 21 اکتوبر 1934ء میں ایک تقریر کی پاداش میں چھ ماہ کی قید بامشقت کی سزا سنائی گئی تھی۔ اس سزا کے خلاف سیشن جج گورداسپور مسٹر کھوسلہ کی عدالت میں ایک مرافعہ دائر کیا گیا۔ اس مقدمے میں بھی قادیانیوں کے عقائد اور ان کے جرائم پر بحث کی گئی۔ 6 جون 1935ء کو اس مرافعہ کا فیصلہ کرتے ہوئے سیشن جج جی ڈی کھوسلہ نے قرار دیا کہ ”یہ بات نظر انداز کیے جانے کے قابل نہیں کہ مرزا نے خود مسلمانوں کو کافر، سور اور ان کی عورتوں کو کتیوں کا خطاب دے کر ان کے جذبات کو بھڑکایا۔“ چنانچہ جج نے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تقریر کو اصطلاحی جرم (قادیانیوں کے خلاف نفرت پیدا کرنے کے حوالے سے) قرار دیا۔ اور اسی حوالے سے سزا کو کم کر کے محض تا اختتام عدالت، قید محض میں تبدیل کر دیا۔ یہ فیصلہ جلد چہارم کے دس صفحات (2194 تا 2203) پر مشتمل ہے۔

یہ چاروں فیصلے ضمیمہ جات کی شکل میں ”ملت اسلامیہ کا موقف“ کے ساتھ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے اجلاس میں مولانا مفتی محمود نے پیش کیے۔ ان کا بیان تقریباً دو روز تک جاری رہا۔ دوسرے روز کے اختتام سے قبل مولانا عبدالحکیم کا بیان شروع ہوا جو اگلے روز بھی پڑھا جاتا رہا۔ یہ بیان جلد چہارم کے صفحہ نمبر 2204 سے شروع ہوتا ہے جو جلد کے آخری صفحہ

2232 (کل صفحات 29) کے بعد جلد پنجم کے صفحہ 2254 سے 2432 (کل صفحات 179+29=208) تک جاری رہتا ہے۔ اس بیان میں کئی ایک نکات کو زیر بحث لایا گیا ہے جن میں مرزا غلام احمد کی شخصیت، اس کے عقائد، مسلمانوں کے بارے میں اس کا سب وشتم اور مقدس اسلامی شخصیات کے بارے میں اس کی ہرزہ سرائیاں شامل ہیں۔ ایک مقام پر ان گالیوں کو بھی یک جا کر دیا گیا ہے جو مرزا غلام احمد نے اپنی تحریروں (کتب و پمفلٹ وغیرہ) میں لکھی ہیں۔ یہ گالیاں الفبائی ترتیب سے حوالہ جات کے ساتھ مختصر نامہ کا حصہ ہیں۔ مولانا عبدالحکیم کے بیان کے متذکرہ بالا صفحات میں گاہے گاہے چیئرمین خصوصی کمیٹی قومی اسمبلی اور دیگر ارکان اسمبلی کی گفتگو یا جزوی مداخلت کی رپورٹ بھی شامل ہے۔ اس بیان کے آخر میں دو ضمیمہ جات بھی شامل ہیں۔ دوسرے ضمیمہ کے آخر میں لاہوری قادیانیوں کو پھر سے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی گئی ہے۔

2/ستمبر 1974ء بروز سوموار کے اجلاس میں ارکان اسمبلی کی تقاریر کا آغاز ہوتا ہے۔ اس بحث میں ایک موقع پر مرزا ناصر احمد کی طرف سے اپنے بیان میں شیعہ سنی تنازعات کو ہوا دینے کی جو مذموم کوشش کی گئی تھی، اس کے حوالے سے بحث مباحثے کا رنگ غالب آنے لگتا ہے لیکن چیئرمین کی دانش مندی اس قضیے کو نپٹانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ بعد ازاں ارکان اسمبلی کے خطابات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ان میں سے کئی ایک خطابات یقینی طور پر ایمانی غیرت وحمیت اور دینی بصیرت کا شاہ کار ہیں۔ ان میں جرأت وعزیمت بھی ہے اور حکمت سے لبریز تجاویز بھی۔ ممبران خصوصی کمیٹی کے یہ بیانات اور تقاریر تین روز سے زائد جاری رہتے ہیں۔ ان میں سے چند ایک نے موضوع سے ہٹ کر وقتی مسائل کو بھی اٹھانے کی کوشش کی، جسے غیر ضروری اور نامناسب قرار دیتے ہوئے ناکام بنادیا گیا۔ ممبران کے یہ بیانات صفحہ 2435 سے 2681 تک ہیں۔ صفحہ 2682 سے اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار کے خطاب کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ خطاب تو انگریزی میں ہے، لیکن اس میں حوالہ جات اردو میں ہیں۔ ان کا یہ خطاب اگلے روز (6 ستمبر 1974ء بروز جمعہ) بھی جاری رہتا ہے، البتہ دوسرے روز ان کی آمد میں تاخیر کے باعث چند مزید اراکین اسمبلی زیر بحث مسئلہ پر اظہار خیال کرتے ہیں۔ ان کے یہ بیانات صفحہ 2731 سے 2801 تک جاری رہتے ہیں۔ صفحہ 2802 سے اٹارنی جنرل کے خطاب کے باقی ماندہ حصے کا آغاز ہوتا ہے جو ترجمے سمیت صفحہ 2911 تک ہے۔

جناب یحییٰ بختیار نے اپنے خطاب کے آغاز میں بتلایا کہ ان کے منصب کا تقاضا ہے کہ وہ غیر جانبدارانہ انداز میں فریقین کے موقف کو خصوصی کمیٹی کے سامنے رکھیں۔ انہوں نے اپنے اخذ کردہ نتائج بھی پیش کیے۔ انہوں نے علامہ محمد اقبالؒ کے قادیانیوں کے بارے میں افکار ونظریات کا خاص طور پر ذکر کیا، جن میں انہیں ملت اسلامیہ سے الگ قرار دیا گیا۔ ان نتائج میں یہ بھی بیان کیا گیا کہ مرزا کے عقائد کو پروان چڑھانے میں انگریز کی معاونت کا عمل دخل رہا۔ اس ضمن میں غیر ملکی سامراج کی مرزا نے جس طرح چاپلوسی کی اور اس کے مقاصد کو آگے بڑھانے میں جو کردار ادا کیا، اس کا تذکرہ خود مرزا غلام احمد کے اپنے اقوال کے ساتھ پیش کیا گیا۔ یہ خطاب مزید کئی ایک نکات کا بھی حامل ہے۔

جناب یحییٰ بختیار کے خطاب کے بعد چیئرمین اور سبھی اراکین کی جانب سے ان کی ان تھک محنت پر ان کا شکریہ ادا کیا گیا۔ بعد ازاں مولانا ظفر احمد انصاریؒ نے زیر بحث مسئلہ کے چند نکات پر قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے اجلاس سے دوبارہ خطاب کیا، جس میں انہوں نے قادیانیوں کے عقائد کے بارے میں مزید دلائل پیش کیے۔

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کی بیس روزہ طویل کارروائی کے بعد پاکستان کے اس تابناک دن کا روشن سورج طلوع ہوتا ہے جب خصوصی کمیٹی اپنی کارروائی کو اختتام پذیر کرتی ہے اور قومی اسمبلی کا ایوان آئین کے ترمیمی بل کو منظور کرتے ہوئے احمدیوں (قادیانیوں اور لاہوریوں) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیتا ہے۔ 7/ستمبر 1974ء کو خصوصی کمیٹی کے اجلاس سے وفاقی وزیر قانون و پارلیمانی امور جناب عبدالحفیظ پیرزادہ خطاب کرتے ہیں۔ وہ اعتراف کرتے ہیں کہ انہیں قادیانی مسئلے کی اتنی گہرائی کا اندازہ نہیں تھا۔ خصوصی کمیٹی کے اجلاس میں پیش کردہ تفصیلات سے آگہی ملی اور اس تناظر میں ہماری

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

کوشش تھی کہ اتنے اہم مسئلے پر قوم تقسیم نہ ہو اور قومی اسمبلی کا متفقہ فیصلہ سامنے آئے۔

بعد ازاں انہوں نے اراکین اسمبلی (عبدالحفیظ پیر زادہ، مولانا مفتی محمود، مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، پروفیسر غفور احمد، جناب غلام فاروق، چوہدری ظہور الٰہی اور سردار مولا بخش سومرو) کی جانب سے قادیانی اور لاہوری گروہ کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے قرارداد پیش کی جس کی رو سے دستور پاکستان کے آرٹیکل 106(3) میں ترمیم کر کے اس میں:

"i) قادیانی گروہ اور لاہوری گروہ (جو خود کو "احمدی" کہتے ہیں) کے اشخاص کا حوالہ شامل کیا جائے۔

ii) کہ آرٹیکل 260 میں ایک نئی شق کے ذریعے غیر مسلم کی تعریف کا تعین کیا جائے۔" (صفحہ 2950)

اسی قرار داد میں یہ بھی کہا گیا کہ تعزیرات پاکستان دفعہ 295 (الف) میں ایک وضاحت کا اضافہ کر کے عقیدہ ختم نبوت کے منافی اعلان، عمل اور تبلیغ قابل تعزیر جرم قرار دے دیا جائے۔

اس قرار داد کی متفقہ منظوری کے ساتھ ہی خصوصی کمیٹی کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی، البتہ چیئرمین کی جانب سے اسے خفیہ رکھنے پر اصرار کیا جاتا ہے، جبکہ اس کی اشاعت کو قومی اسمبلی کی منظوری سے مشروط کر دیا جاتا ہے۔

کارروائی کے آخر میں وزیر قانون عبدالحفیظ پیر زادہ اراکین اسمبلی کو اسی روز ساڑھے چار بجے دوبارہ بطور ارکان قومی اسمبلی اکٹھا ہونے کے لئے کہتے ہیں تاکہ اس اجلاس میں ایوان کی کمیٹی کی طرف سے منظور شدہ متفقہ سفارشات کو اسمبلی میں پیش کیا جائے اور اس ضمن میں آئین کا ترمیمی بل ایوان میں متعارف کر کے اسے منظور کروایا جائے۔

اس کے ساتھ ہی قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس اختتام پذیر ہوا، اور یوں "قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ" کی پانچویں اور آخری جلد تکمیل کو پہنچتی ہے۔

اس رپورٹ کی اشاعت بلاشبہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کا بہت بڑا کارنامہ ہے، حضرت مولانا اللہ وسایا اور ان کے ساتھیوں نے اس کی اشاعت کے لئے جو گراں قدر اور صبر آزما جہد مسلسل کی ہے، اس پر وہ سب ہی لائق تبریک ہیں۔ ان کی کاوشوں سے ایسی معرکۃ الآراء دستاویز منظر عام پر آ گئی ہے جو قادیانیوں کے دجل وفریب کو طشت ازبام کرتی ہے، اسلام، مسلمانوں اور عالم اسلام کے خلاف ان کی ناپاک سازشوں کو بے نقاب اور ان کی مذہبی دجالیت سے پردہ اٹھاتی ہے۔ یہ رپورٹ کئی دہائیوں پر مشتمل اس لازوال جدوجہد کی عکاس و ترجمان ہے جو اسلامیان وعلمائے برصغیر نے مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑنے کے لئے مسلسل کی۔ اس کی خود ساختہ نبوت جھوٹی قرار پائی، اس کے جھوٹے دعاوی باطل ٹھہرے اور اس کے متبعین کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا گیا۔ نبی محتشم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والا بھرے ایوان میں اور اس کی کارروائی کی اشاعت سے بھری دنیا میں رسوا ہوا۔ خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ارواحنا وانفسنا) کی پیش گوئی کی رو سے "ثلاثون کذابون" (تیس جھوٹے نبیوں) کا مقدر یہی رسوائی تھی۔ اے کاش کہ مرزا کے پیروکار حقیقی اسلام کی طرف لوٹ آئیں اور ختم نبوت کے عقیدے کو حرز جاں بنا کر دنیا میں اس رسوائی اور آخرت میں عذاب الیم سے بچ سکیں۔ آمین۔ ☆

(بشکریہ ماہنامہ المصر فیصل آباد، مارچ/اپریل ۲۰۱۴ء)

ناموس رسالت کے قوانین کی بقاہی معاشرہ میں امن کی ضمانت ہے: عبدالحکیم نعمانی

چیچہ وطنی .... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا عبدالحکیم نعمانی نے کہا ہے کہ کلیدی عہدوں اور بیوروکریسی میں چھپے ہوئے جنونی قادیانی، عدلیہ، فوج اور جمہوری اداروں میں ٹکراؤ کی صورت حال پیدا کر کے مذموم مقاصد کی تکمیل چاہتے ہیں۔ آئینی ادارے اور محب وطن سیاسی جماعتیں ان سازشوں کو ناکام بنائیں۔ یہاں کارکنوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جب تک کلیدی آسامیوں اور بیوروکریسی کو سکہ بند قادیانیوں سے خالی نہیں کرایا جاتا اس وقت تک ملک میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ سرکاری پوسٹوں پر فائز قادیانی ملازمین کی حتمی تعداد کو حکومتی سطح پر اوپن کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ شہدائے ختم نبوت اور مجاہدین ختم نبوت نے عشق رسالت کے جذبے سے سرشار ہو کر عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی ترویج واشاعت کا فریضہ سرانجام دیا۔ محبت اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی مسلمانوں کا قیمتی اثاثہ ہے اور ناموس رسالت کی حفاظت وصیانت مسلمانوں کا خاصہ ہے۔ مرزا قادیانی کی تحریروں میں اہانت انبیاء اور شیطانی الہامات میں تضادات کسی صاحب علم پر مخفی نہیں۔ قادیانی ان گستاخانہ عبارات کی وکالت کر کے حق الخدمت ادا کر رہے ہیں۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے مزید کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے مقدس مشن کو فروغ دے کر معاشرہ میں پھیلی ہوئی برائیوں کا قلع قمع کیا جا سکتا ہے اور ناموس رسالت کے قوانین کی بقاہی معاشرہ میں امن کی ضمانت ہیں۔ انہوں نے کہا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین پوری ذمہ داری کے ساتھ عدم تشدد کی پالیسی پر عمل پیرا ہو کر منکرین ختم نبوت کو ان کے منطقی انجام تک پہنچا رہے ہیں۔ مجلس کی پرامن تبلیغی واصلاحی سرگرمیوں کو تمام اسلام پسند جماعتیں اور قانون نافذ کرنے والے ادارے تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

ختم نبوت کا تحفظ

مولانا قاضی احسان احمد

چند صحابہ کرامؓ آپس میں بیٹھے محو گفتگو تھے، ان میں سے بعض حضرات امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ان کے فضل و کمال، عدل و انصاف، شجاعت و بہادری، ان کے دور امارت میں فتوحات اور اسلامی سرحدوں میں توسیع کے پیش نظر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر انہیں فوقیت و فضیلت دے رہے تھے۔ جب حضرت عمرؓ کے علم میں یہ بات آئی تو آپ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا: "اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، ابوبکرؓ کی ایک رات اور دن کی عبادت عمرؓ کے سارے خاندان سے زیادہ بہتر ہے۔"

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور مقام و مرتبہ کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس رات مکہ مکرمہ سے ہجرت مدینہ کی نیت سے نکلے تو حضرت ابوبکرؓ کو بھی اپنی رفاقت کا شرف بخشا، راستے میں سیدنا ابوبکرؓ گھبراہٹ اور بے قراری کے عالم میں کبھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے چلنے لگتے اور کبھی پیچھے پیچھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ: اے ابوبکر! کیا بات ہے؟ آپ کو کیا پریشانی ہے؟ عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے دشمنوں کی طرف سے خطرہ ہے، میں آپ کی ذات اقدس کے بارے میں خوف میں مبتلا ہوں۔ جب خیال آتا ہے کہ کوئی موذی آپ کو سامنے سے اذیت نہ پہنچائے تو میں آگے آگے چلنے لگتا ہوں تاکہ آپ کی حفاظت کروں اور جب دھیان اس طرف جاتا ہے کہ کوئی بدبخت تعاقب کرکے شمع رسالت کو گل نہ کردے تو پیچھے پیچھے چلنے لگتا ہوں۔ کفار و مشرکین مکہ چونکہ آپ کی تلاش میں تھے، اس لئے سیدنا ابوبکرؓ آپ کی حفاظت کے حوالہ سے فکرمند تھے۔

ان حالات میں جب غار ثور کے سامنے پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ پہلے خود غار میں داخل ہوئے تاکہ کوئی سانپ، بچھو یا کوئی اور مضر جانور آپ کو نقصان نہ پہنچائے۔ غار کی صفائی کی اور اپنا کپڑا پھاڑ کر اس کے سوراخ بند کئے۔ کپڑا ختم ہوگیا مگر ایک سوراخ باقی تھا، جس پر اپنا پاؤں رکھ دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تشریف لائے۔ سر مبارک آپ کی گود میں رکھ کر محو استراحت ہوگئے۔ اس اثنا میں ایک سانپ نے آپ کے پاؤں پر کاٹ لیا، مگر آپ نے جنبش نہیں کی تکلیف کی شدت سے آنکھ سے آنسو بہنے لگے۔ ایک آنسو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر ٹپکا تو آپ بیدار ہوگئے، پوچھا: ابوبکر! کیا ماجرا ہے؟ عرض کی: یا رسول اللہ! سانپ نے ڈس لیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متاثرہ مقام پر اپنا لعاب دہن لگا دیا تو تکلیف ختم ہوگئی۔ پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفیق محترم اور یار غار کے بلندی درجات کے لئے بارگاہ ایزدی میں دست مبارک بلند فرمائے۔

شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے ایک مرتبہ اپنے خطاب میں کہا کہ غور کرنا چاہئے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایسا کون سا عمل کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسا جلیل القدر صحابی، جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے"، یہ کہنے پر مجبور ہوا کہ ابوبکرؓ میری ساری زندگی کے نیک اعمال لے لیں اور مجھے اس کے بدلہ میں ایک رات، دن کی عبادت دے دیں۔

آخر وہ کون سی عبادت تھی؟ بظاہر اسلام کا ابتدائی دور تھا، حضرت ابوبکرؓ کے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تلاوت قرآن کریم، ذکر و تسبیحات و دیگر نیک اعمال بھی اتنے نہیں ہوں گے تو پھر ایک ہی عبادت رہ جاتی ہے، جس کا پلہ سب پر بھاری ہے اور وہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور ناموس رسالت کی حفاظت، تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر آنچ نہ آنے دینا۔ اپنا تن، من، دھن آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کردینا۔ اس بات کو حضرت اقدس علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ نے دوسرے پیرائے میں یوں بیان فرمایا ہے:

"یہ بات علیٰ وجہ البصیرت (پوری تحقیق سے) کہتا ہوں: حدیث کی خدمت بھی اللہ تعالیٰ کی دین ہے، قرآن کی خدمت بھی بہت اہم خدمت ہے، تفسیر کی خدمت بھی بہت بڑی سعادت ہے، فقہ کی خدمت بھی بہت بڑی نعمت ہے، تبلیغ کرنا بھی بہت اہم کام ہے، لیکن ختم نبوت کا تحفظ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا تحفظ ہے۔ باقی چیزیں اقوال کا تحفظ ہیں، اعمال کا تحفظ ہیں، افعال کا تحفظ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا تحفظ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کا تحفظ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کا تحفظ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کا تحفظ ہیں، لیکن ذات کا تحفظ ان سب سے اولیٰ اور افضل ہے۔" حضرت فرماتے تھے کہ جس شخص نے بھی ختم نبوت کے عقیدے کے لئے ایک گھنٹہ بھی کام کیا اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور نصیب ہوگی۔ ☆☆☆

اہلِ قبلہ کون ہیں؟

سیف الرحمٰن سیفی

عموماً معاشرے میں دیکھا گیا ہے کہ سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا پہلا قادیانی ہتھیار مسلمانوں کی سی وضع وقطع اور شعائر اسلام کا استعمال ہے، جہاں تک کہ کلمہ طیبہ کا ورد بھی زیر لب رکھا جاتا ہے جس کی بنا پر ایک عام مسلمان تو ان کے دھوکے میں آ ہی جاتا ہے لیکن کچھ مذہبی اصطلاحات سے واقف جدت پسند ان کا دفاع کرنا اپنا حق سمجھنے لگتے ہیں اور واویلا کرنے لگتے ہیں کہ:

''اہل قبلہ کو کافر کہنا جائز نہیں۔''

جہاں تک تعلق ہے کلمہ طیبہ کا تو قادیانی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد مرزا قادیانی لیتے ہیں، چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

''مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں! اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔'' (کلمۃ الفصل:۱۵۸)

نیز یہ بھی لکھتا ہے کہ:

''ہمارے نزدیک مرزا خود محمد رسول اللہ ہے اور ہم مرزا کو محمد رسول اللہ مان کر اس کا کلمہ پڑھتے ہیں، اس لئے ہمیں نیا کلمہ بنانے کی ضرورت نہیں۔'' (قادیانیت کا تعاقب، ص:۱۱۷)

اہل قبلہ کون ہیں؟

سب سے پہلے تو یہ جان لینا چاہئے کہ اہل قبلہ ہیں کون؟ آیا قادیانیوں کو اہل قبلہ کہنا درست ہے یا نہیں؟ چنانچہ ملاحظہ ہو، ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر، ص:۱۸۵ میں فرماتے ہیں:

''یاد رکھو! اہل قبلہ وہی لوگ ہیں جو ضروریات دین ومہمات دین مثلاً: حدوث عالم، حشر جسمانی، ہر ہر کلی وجزئی پر علم الٰہی کے محیط ہونے اور اسی قسم کے اہم اور بنیادی مسائل میں اہل حق کے ساتھ متفق ہوں۔''

(اکفار الملحدین، ص:۱۰۰)

مذکورہ بالا سطور سے اہل قبلہ کی پہچان کی دو صورتیں ظاہر ہوتی ہیں، اول یہ کہ ضروریات دین کو مانتے ہوں دوم یہ کہ دین کے بنیادی مسائل میں اہل حق کے ساتھ متفق ہوں، جبکہ قادیانی نہ ضروریات دین کا لحاظ رکھنے والے ہیں اور نہ ہی کسی مسئلے میں اہل حق کے ساتھ متفق، وہ ضروریات دین کو تو کیا مانیں، انہوں نے تو پورے اسلام ہی کا انکار کردیا، غضب یہ کہ اسلام کو کفر ثابت کرنے کی پرزور کوشش کی اور دین کے بنیادی واساسی عقیدہ ''عقیدہ ختم نبوت'' میں ہی اہل حق سے متفق نہیں چہ جائیکہ دیگر میں اتفاق کریں۔

علامہ شامیؒ (ردالمحتار، ج:۱، ص:۵۲۳، طبع ۱۳۲۴ھ) میں فرماتے ہیں:

''اس شخص کے کافر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں جو ضروریات اسلام (دین کے یقینی اور قطعی عقائد واحکام) کا مخالف ہو، اگرچہ وہ اہل قبلہ میں سے ہو اور ساری عمر عبادات و طاعات کا پابند رہا ہو۔ اس کے بعد (جلد:۱، صفحہ:۵۲۵) پر فرماتے ہیں: اس قول کی مراد کہ: ''کسی اہل حق کے مخالف شخص یا فرقہ کو کافر نہ کہا جائے'' یہ ہے کہ وہ شخص یا فرقہ، ان مسلمہ اصولوں کا مخالف نہ ہو، جن کا دین ہونا معروف اور یقینی ہے، اس کو اچھی طرح سمجھ لو۔''

(اکفار الملحدین، ص:۱۰۲)

☆☆..........☆☆

غازی پور اور قادیانی

غازی پور بنگلہ دیش کا ایک مشہور ضلع ہے جو ڈھاکا کے شمال میں ۲۷ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، جو سڑک ڈھاکا سے سیدھی ضلع میمن سنگھ جارہی ہے وہ سڑک اسی ضلع سے گزر کر جاتی ہے اور اس میں ریلوے لائن بھی ہے۔ کالی گنج کا پیسا اور سری پور نامی مشہور علاقے بھی اسی ضلع میں ہیں۔

قادیانیوں نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کے لئے اسی ضلع کو منتخب کیا اور علاقہ بخشی پور میں اپنا ہیڈکوارٹر (مرکز) قائم کرکے قادیانیت پھیلانے میں مصروف ہوگئے جبکہ ان کا تربیتی سینٹر علاقہ بہادر پور میں ہے، جہاں یہ لوگ پورے سال تعلیمی، تبلیغی اور قادیانی سلسلے جاری رکھتے ہیں، چونکہ یہاں افلاس اور غربت کا دور دورہ ہے، اس لئے یہ لوگ عیسائیوں کی طرح رقم تقسیم کرکے سادہ لوح عوام کی ذہن سازی کرتے ہیں اور مفلوک الحال لوگوں کو غیر مرئی انداز میں قادیانی بناتے ہیں۔

موجودہ حکومت کی سربراہ حسینہ واجد ہیں جو بھارت نواز، دین دشمن اور سیکولر ذہن کی مالک ہیں، اس لئے اس حکومت نے قادیانیوں کو ہر قسم کی مراعات اور سہولتیں فراہم کیں، جس کے نتیجے میں یہ لوگ اپنا گندہ عقیدہ ونظریہ پھیلانے اور لوگوں کو مرتد بنانے میں کامیاب ہورہے ہیں۔ یہ لوگ غازی پور میں ہر سال عالمی اجتماع بخشی پور میں موجود اپنے ہیڈکوارٹر (مرکز) کی چاردیواری میں منعقد کرتے ہیں، جہاں مختلف ممالک سے قادیانی شرکت کرتے ہیں، کسی بھی حکومت نے ان کو چاردیواری سے باہر علانیہ طور پر عالمی اجتماع منعقد کرنے کی اجازت نہیں دی، لیکن موجودہ سیکولر حکومت نے ان کو ۸۷واں عالمی اجتماع علانیہ طور پر منعقد کرنے کی اجازت دی بلکہ حتی المقدور مدد کرنے کی یقین دہانی بھی کرائی۔ نعوذباللہ! (ماہنامہ حق نوائے احتشام کراچی، اپریل ۲۰۱۴ء)

خبریں برائے اہل نظر

حرمین شریفین میں قادیانی مرتدوں کا داخلہ روکنے کے لئے سرکاری کمیشن بنایا جائے: مولانا عبدالحکیم نعمانی

ساہیوال.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے کہا ہے کہ دین دشمن قوتوں کی پرفریب چالوں اور باطل طاقتوں کی سرکوبی کیلئے جدید ٹیکنالوجی اور میڈیا کا استعمال موجودہ حالات میں ناگزیر ہو چکا ہے۔ قادیانی لابی میڈیا پر اثر انداز ہو کر اسلام کے بنیادی عقائد کے بارہ میں ناخواندہ لوگوں میں کنفیوژن پیدا کر رہی ہے۔ اسلامائزیشن کے علمبرداروں اور محاذ ختم نبوت کے ورکروں کو قادیانیوں کی تازہ ترین ارتدادی سرگرمیوں کا بخوبی ادراک کرنا ہوگا۔ وہ یہاں جامع مسجد 95-6R میں جمعۃ المبارک کے عظیم الشان اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کی پاسداری و دفاع کے لئے امت مسلمہ کا یک رنگی اور یک نکاتی اتحاد مرزائیوں کی آنکھوں میں خار کی طرح کھٹکتا ہے۔ فرقہ واریت کو ہوا دینے کے لئے قادیانی لابی، سامراجی قوتوں کی مدد سے مسلکی فسادات برپا کرنے کے لئے سازشوں کے جال بن رہی ہے۔ جس سے وہ ملک میں عدم استحکام پیدا کر کے مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہے۔ تمام مذہبی و سیاسی جماعتوں کو قوانین تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ملکی و غیر ملکی سطح پر جرأتمندانہ متفقہ لائحہ عمل اختیار کرنے کی ضرورت معروضی حالات کا شدید ترین تقاضا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام تمام اقلیتوں کے حقوق کی ضمانت دیتا ہے۔ لیکن اقلیتوں کے حقوق کے نام پر مسلمان اکثریت کے مذہبی حقوق کو پامال کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی اور نہ ہی اسلام کی تبلیغ پر کوئی قدغن لگائی جاسکتی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ قادیانی گروپس پاکستان کے باسی ہونے اور صنعت و تجارت کرنے، ملازمتیں اختیار کرنے اور کلیدی عہدوں پر متمکن ہونے کے باوجود بھی اپنی فراڈ مظلومیت کا جھوٹا واویلا کر کے عالمی سطح پر پاکستان کو تنہا کرنے کی بھیانک سازشوں میں مصروف ہے۔ یورپ کی ہمدردیاں اور ویزوں کے حصول کے لئے قانون نافذ کرنے والے اداروں کو شعوری طور پر بدنام کرنا قادیانیوں کا وطیرہ بن چکا ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو محکمہ تعلیم، سول اور فوج کے تمام عہدوں سے ہٹایا جائے۔ قادیانی اوقاف سرکاری تحویل میں لئے جائیں۔ کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈوں میں مذہب کا خانہ شامل کیا جائے۔ حرمین شریفین میں قادیانی مرتدوں کا داخلہ روکنے کے لئے سرکاری کمیشن قائم کیا جائے۔ آزاد کشمیر اور سرحدی علاقہ جات میں قادیانیوں اور آغاخانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کی روک تھام کی جائے۔

مولانا زبیر الحسن کاندھلویؒ کی وفات عالم اسلام کے لئے عظیم نقصان

چیچہ وطنی (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے تبلیغی جماعت کے امیر حضرت مولانا محمد زبیر الحسن کاندھلوی رحمہ اللہ کی وفات کو عالم اسلام کیلئے عظیم نقصان قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ وہ زندگی بھر دعوت و تبلیغ اور حکمت و بصیرت سے زنگ آلود قلوب میں اسلام کے چراغ روشن کرتے رہے اور ان کی تبلیغی جدوجہد تزکیہ نفس اور تصوف و سلوک اور اصلاح معاشرہ سے عبارت تھی۔ وہ زہد و تقویٰ، اتباع سنت، توکل و استقامت، صدق و صفاء اور محبوبیت و مقبولیت کی صفات حمیدہ سے متصف تھے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا کاندھلوی تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والوں کو اپنی دعاؤں میں شامل فرما کر سرپرستی سے نوازتے تھے اور عقیدۂ ختم نبوت کو فریضہ تبلیغ کی بنیاد اور تبلیغی جماعت کو منصب ختم نبوت کی چلتی پھرتی دلیل قرار دیتے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کے اکابرین کو عزت و تکریم اور قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے اور والہانہ عقیدت و محبت کا اظہار فرماتے تھے۔ مرحوم کا قلب و جگر امت کی غمخواری و اصلاح کے لئے شب و روز بے تاب و بے قراری کی حالت میں تڑپتا رہتا تھا۔ وہ دعوت و تبلیغ کے میدان کے شہسوار، سادگی اور قناعت پسندی میں اسلاف کی روایات کے امین تھے۔ مرحوم کی دینی خدمات اور دعوتی جدوجہد آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔ علاوہ ازیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں شیخ الحدیث مولانا محمد ارشاد، مولانا کلیم اللہ رشیدی، قاری عبدالجبار، قاری زاہد اقبال، قاری محمد اصغر عثمانی، مفتی محمد یاسر بشیر جالندھری، مولانا کفایت اللہ حنفی، رانا آصف سعید اور محمد منظور فرید نے اپنے مشترکہ بیان میں مولانا کاندھلوی کی وفات پر دلی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کے لئے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی جملہ حسنات کو شرف قبولیت بخشیں اور معاصی سے درگزر فرمائیں۔ مشترکہ بیان میں لواحقین اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے صبر جمیل اور اجر جزیل کی دعا بھی کی گئی۔ دریں اثنا دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد رحیمیہ ریلوے روڈ میں کارکنوں کی طرف سے حضرت مولانا زبیر الحسن کاندھلویؒ کے لئے ایصال ثواب اور دعوات صالحہ کا اہتمام کیا گیا اور بلندیٔ درجات کے لئے بارگاہ ایزدی میں دست دعا بھی دراز کئے گئے۔

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

33 واں

سالانہ ختمِ نبوۃ کورس

نامور علماء و مناظرین و ماہرینِ فن لیکچر دیں گے ان شاء اللہ

زیر سرپرستی
حکیم العصر محدث دوران ولی کامل مخدوم العلماء
حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا
عبدالمجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عظیم خوشخبری

امسال ختم نبوت کے شرکاء کو ساتھ ہی مزید دو کورس بھی کرائے جائیں گے:

۱:... قرآن عربی کورس، ۲:... طریقہ درس قرآن وحدیث

یہ دونوں کورس پروجیکٹر کی مدد سے پڑھائے جائیں گے

گویا:

امسال ختم نبوت کے شرکاء قرآن مجید کی گرامر، ترجمہ اور قرآن وحدیث کا درس دینے کے لئے بھی تربیت یافتہ ہو جائیں گے۔

بتاریخ 2 شعبان ۱۴۳۵ھ تا 25 شعبان ۱۴۳۵ھ بمطابق 31 مئی 2014ء تا 23 جون 2014ء

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ: شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

برائے رابطہ
مولانا عزیز الرحمن ثانی
0300-4304277
مولانا غلام رسول دین پوری
0300-6733670